سچائی کی فضیلت جھوٹ کی مذمت

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

《عَلَيْكُمْ بِالصِّدْقِ فَإِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِي إِلَى الْبِرِّ، وَإِنَّ الْبِرَّ يَهْدِي إِلَى الْجَنَّةِ وَمَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَصْدُقُ وَيَتَحَرَّى الصِّدْقَ حَتّٰى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ صِدِّيْقًا، وَإِيَّاكُمْ وَالْكَذِبَ فَإِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِي إِلَى الْفُجُوْرِ وَإِنَّ الْفُجُوْرَ يَهْدِي إِلَى النَّارِ، وَمَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَكْذِبُ وَيَتَحَرَّى الْكَذِبَ حَتّٰى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ كَذَّابًا》 [مسلم:٢٦٠٧]

”تم اپنے اوپر سچ کو لازم کرلو۔ کیوں کہ سچ نیکی کی راہ دکھاتا ہے اور نیکی جنت کو لے جاتی ہے، آدمی ہمیشہ سچ بولتا رہتا ہے اور سچائی کی تلاش میں رہتا ہے حتی کہ اللہ کے ہاں اس کو سچا لکھ لیا جاتا ہے۔ تم جھوٹ سے بچ کے رہو کیوں کہ جھوٹ برائی کی راہ دکھاتا ہے اور برائی جہنم کی طرف لے جاتی ہے، آدمی ہمیشہ جھوٹ بولتا رہتا ہے اور جھوٹ ہی کی جستجو میں رہتا ہے حتی کہ اس کو اللہ کے ہاں جھوٹا لکھ لیا جاتا ہے۔“

ابوعمار عبدالرحمٰن بلتستانی

تواضع کی فضیلت اور تکبر کی مذمت

اللہ تعالیٰ نے اپنے مومن بندوں کے اوصاف بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے:

﴿ تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَ لَا فَسَادًا ؕ وَ الْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴾

''وہ آخرت کا گھر تو ہم ان لوگوں کے لیے مخصوص کردیں گے جو زمین میں اپنی بڑائی نہیں چاہتے اور نہ فساد کرنا چاہتے ہیں، اور انجام کار بھلائی متقین ہی کے لیے ہے۔'' [القصص:۸۳]

حدیث میں منقول ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ تَرَكَ اللِّبَاسَ تَوَاضُعًا لِلّٰهِ وَهُوَ يَقْدِرُ عَلَيْهِ دَعَاهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى رُؤُوْسِ الْخَلَائِقِ حَتّٰى يُخَيِّرَهُ مِنْ اَيِّ حُلَلِ الْاِيْمَانِ شَاءَ يَلْبَسُهَا)) [ترمذی: ۲۴۸۱ وقال: هذا حديث حسن]

''جس نے اللہ کے لیے تواضع اور انکساری اختیار کرتے ہوئے کسی لباس کو ترک کر دیا حالاں کہ وہ اس کو پہننے پر قادر تھا تو اللہ تعالیٰ روزِ قیامت اسے ساری مخلوق کے سامنے (اس کا نام لے کر) پکارے گا اور اسے اختیار دے گا کہ وہ ایمان کا جونسا لباس چاہے پہن لے۔''

ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے یوں فرمایا: ((وَمَا تَوَاضَعَ اَحَدٌ لِلّٰهِ اِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ)) [مسلم:۲۵۸۸]

''اور جس شخص نے اللہ کے لیے عاجزی اختیار کی اللہ تعالیٰ اسے بلند فرمادے گا۔''

اس کے برعکس جس شخص کے دل میں تکبر ہو اس کو اللہ تعالیٰ جنت میں داخل نہیں کرے گا، کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ كِبْرٍ))

''وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہو سکے گا جس کے دل میں ایک رائی کے برابر بھی تکبر ہوگا۔''

ایک شخص بولا ہر ایک آدمی چاہتا ہے اس کا جوتا اچھا ہو اور کپڑے اچھے ہوں تو کیا یہ بھی غرور ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ جمیل (خوبصورت) ہے پسند کرتا ہے جمال (خوبصورتی) کو، غرور یہ ہے کہ آدمی حق کو ٹھکرادے اور لوگوں کو حقیر سمجھے۔'' [مسلم:۹۱]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِاَهْلِ النَّارِ؟ كُلُّ عُتُلٍّ جَوَّاظٍ مُسْتَكْبِرٍ)) [بخاری: ۴۹۱۸] ''کیا میں تمھیں جہنمیوں کی خبر نہ دوں؟ ہر سرکش، بخیل اور متکبر جہنمی ہے۔'' اسی طرح ایک اور حدیث میں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

((بَيْنَمَا رَجُلٌ يَتَبَخْتَرُ يَمْشِيْ فِيْ بُرْدَيْهِ قَدْ اَعْجَبَتْهُ نَفْسُهُ فَخَسَفَ اللّٰهُ بِهِ الْاَرْضَ فَهُوَ يَتَجَلْجَلُ فِيْهَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ))

''ہوا یوں کہ ایک شخص دو چادروں میں ملبوس تکبر سے چل رہا تھا اور اس کے نفس نے اسے خود پسندی اور تکبر میں مبتلا کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے زمین میں دھنسا دیا۔ اب وہ قیامت تک زمین میں دھنستا چلا جائے گا۔'' [مسلم:۲۰۸۸]

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے وہ ہمیں تواضع اور عجز وانکسار کی خوبیوں سے مالا مال کرے اور تکبر سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے، اور اللہ تعالیٰ ہمیں ہر خوفناک عذاب سے محفوظ رکھے، آمین۔

فہرست

تقویٰ اور سچائی

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ﴾ [الاحزاب:۵۳]

''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ رہو۔''

ہنسانے کے لیے جھوٹ

بہز بن حکیم اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

((وَيْلٌ لِلَّذِيْ يُحَدِّثُ فَيَكْذِبُ لِيُضْحِكَ بِهِ الْقَوْمَ وَيْلٌ لَهٗ، وَيْلٌ لَهٗ)) [ابوداؤد:۴۹۹۰]

''ہلاکت ہے اس شخص کے لیے جو جھوٹ بولے لوگوں کو ہنسانے کے لیے ہلاکت ہے اس کے لیے ہلاکت ہے اس کے لیے (آخرت میں۔)''

نعمتوں کا شکر، اعمال صالحہ کی توفیق

قرآنِ حکیم میں اللہ تعالیٰ نے اس دعا کی تعلیم یوں دی:

﴿ رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَ عَلٰى وَالِدَيَّ وَ اَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰهُ وَ اَصْلِحْ لِيْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ ۚ اِنِّيْ تُبْتُ اِلَيْكَ وَ اِنِّيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴾ [الاحقاف:۱۵]

''اے میرے ربّ! مجھے توفیق دے کہ میں تیری ان نعمتوں کا شکر ادا کرتا رہوں جو تو نے مجھ پر فرمائیں اور میرے والدین پر اور مجھے یہ بھی توفیق دے کہ میں ایسے نیک کام کرتا رہوں جن سے تو راضی ہو جائے اور تو میرے لیے میری اولاد کو نیک بنا دے میں تیری جناب میں توبہ کرتا ہوں اور میں تیرے تابعدار بندوں میں سے ایک عاجز بندہ ہوں۔''

کرو مہربانی............

اداریہ ═══ حافظ احمد شاکر

نوزائدہ، بلکہ انوکھی اور اچنبھی جمہوریت کو اگر ایک زاویے، مرعوبیت، خودسپردگی، خوف زدگی، سے دیکھا جائے تو یہ ۱۸ فروری سے پہلے ہی کے مقام پر ہے اور اگر دوسرے زاویئے، مہنگائی، خودکشیاں، بدامنی اور معاشی عدم استحکام سے دیکھا جائے تو یہ روشن خیال جمہوریت کے دور سے بھی شاید آگے جارہی ہے۔

متواتر کے درجہ کی حدیث مبارک کہ ''اعمال کا دارومدار نیتوں پر'' تو ہے ہی اس کے علاوہ فارسی کا ضرب المثل کے طور پر مشہور شعر ہے

خشتِ اوّل چوں نہد معمار کج تا ثریا مے رود دیوار کج

کہ جس عمارت کی بنیاد میں پہلی اینٹ ہی ٹیڑھی رکھ دی جائے تو اس کی دیوار تو...... لامحالہ...... آخر تک ٹیڑھی ہی رہے گی۔

نہ جانے ہمارے خوش فہم عوام اس بات کو سامنے کیوں نہیں رکھ رہے کہ جس جمہوریت کی آمد کے شادیانے بلکہ نقارے اب تک پیٹے جارہے ہیں یہ جمہوریت خودغرضی کے سنہری اصول ''کچھ لو اور کچھ دو'' کے تحت وجود میں آئی ہے۔ امریکا نے ایک طویل عرصہ جس مردحر کو سدھایا اس کو تو ہر قیمت پر اپنا...... اور پیسے کا...... بچاؤ کرنا ہی تھا جس کے عوض اس کی جبیں بہرحال آقائے ولی نعمت کے آستانے کی جبہ سائی ہی کرے گی۔ حسن ظن کی تمام جہتوں کو ملحوظ رکھنے کے باوجود حیرانگی ہے میاں نواز شریف پر کہ وہ اب تک گومگو کی کیفیت میں کیوں مبتلا ہیں۔ میاں صاحب نے لندن میں پیپلز پارٹی کے ساتھ مل کر ایک میثاقِ جمہوریت ترتیب دیا پھر اس پر دستخط کیے، پھر سیاسی ہوائیں کبھی بادِ بہاری بنتی رہیں اور کبھی بادِ سموم، جب کہ دونوں جلاوطن لیڈر مادرِ وطن پر قدم رنجہ فرمانے کے لیے نہایت بے تاب تھے اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ خدمت عوام کے نام پر دونوں کا مقصد حصول اقتدار ہی تھا۔ بے نظیر ماضی کے دھبے دھلانا اور ''محنت شاقہ'' بچانا چاہتی تھیں جب کہ میاں صاحب واپس آکر خود کو حق پر ثابت کرنے کے علاوہ پاکستانی عوام کے دل میں محبت کی ٹمٹماتی لو کو دوبارہ شعلہ بنا کر وطن اور عوام کے لیے کچھ کر گزرنے کی خواہش بے تاب کا اظہار کیا کرتے تھے۔ بی بی کی واپسی ممکن ہوتے ہوتے ہو ہی گئی جب کہ سدھائے ہوئے مردحر معاملات...... یعنی ڈیل...... کی گتھیاں سلجھاتے رہے۔

مردحر چوں کہ خاندانی اور ذاتی طور پر سیاسی ذہنیت اور تجربے...... یعنی عوام کی خواہشات ورجحانات...... سے ناآشنا تھے اور ہیں لیکن بی بی عبقری باپ کی تربیت یافتہ غیر معمولی ذہین بیٹی تھی اس لیے وطن عزیز واپس ہوتے ہوتے اس کے خیالات میں جب ہلچل مچلنے لگ گئی تو آقائے ولی نعمت نے سرزمین پاکستان پر قدم رکھتے ہی بی بی کو اپنی بھلائی ہوئی انتقامی خصلت سے آگاہ کرنے کے لیے استقبالی جلوس میں دھماکہ کروا کر ایک سو پچاس بے گناہ جیالوں کی لاشوں کی سلامی دے دی۔ لیکن عوام کی نبض شناس ہونے کے باعث جب بی بی نے دیرپا ذاتی مفادات پر جمہوریت کے وقتی تقاضوں کو ترجیح دینے کا فیصلہ کر لیا تو یہ بات آقائے ولی نعمت برداشت نہ کر سکا اور قدرت نے اس کے دست خونچکاں پر ایک اور بے گناہ کے خون کے دھبے کا اضافہ کر دیا۔ 27 دسمبر کے حادثے کے بعد تربیت یافتہ شخصیات نہ صرف خود نمایاں ہوگئیں بلکہ بی بی سے منسوب وصیت بھی منصۂ شہود پر نمودار ہوگئی جسے مردِحر کے قیام امریکا کا حاصل حصول بھی کہا جا سکتا ہے جس کے بعد وطن عزیز ایک

ایسے راستے پر رواں ہوگیا جس کا نتیجہ اغیار کے منصوبوں کے مطابق عوام کے مابین تصادم، خانہ جنگی اور انارکی پھیلانا تھی۔لیکن ہمارے خیال میں اس وقت میاں نواز شریف نے فراست ودانائی اور عوام کے ساتھ اخلاص کا ثبوت یوں دیا کہ وہ ان سب وطن دشمن مرغولوں اور جھنجھٹوں سے نکلتے ہوئے خود انتخاب سے باہر رہ کر انتخابات کے انعقاد تک پہنچ گئے اور انتخابات سے پہلے ایک پچھے بزنس مین کی طرح جناب زرداری سے معاہدہ بھوربن پر دستخط کروا چکے تھے۔ دونوں لیڈروں بلکہ خاندانوں کی جلا وطنی ختم ہونے سے انتخابات تک اور انتخابات سے معاہدہ بھوربن کے عرصہ میں ججز کی معزولی، بحالی، پھر ججز کی معطّلی نظر بندی، کے علاوہ اس دوران تاریخ کا اندوہناک ترین حادثہ جامعہ حفصہ کی معصوم طالبات کی مظلومانہ شہادت اور جامعہ حفصہ پر ایکشن کے دنوں جملہ مذہبی وغیر مذہبی سیاسی لیڈروں کی بے حسی، (جسے شاید تاریخ کبھی معاف نہ کرے) کہ وہ ان بے گناہ معصوم بچیوں کو حالات بلکہ ظالموں کے رحم وکرم پر چھوڑ کر لندن کی اے۔پی۔سی کے لیے روانہ ہونے کے جیسے واقعات بھی رونما ہوئے، جب کہ وہ کانفرنس ہمارے خیال میں بالکل بے ثمر رہی، تاہم اعلان بھوربن کو، امید پر جینے والی قوم نے، بادِ بہاری کا جھونکا جان لیا اور انتخابات کے بعد تیس دن گن گن کر گزارنے لگی جب امید بہار کے وہ تیس دن بھی گزر گئے تو آشکار ہوا کہ وہ ایک وعدہ ہی تھا (جسے پریمی زبان میں کہہ مکرنی کہا جاتا ہے) حدیث نہیں تھی۔ پھر مزید وعدے ہونے لگے جواب تک ہوتے چلے آرہے ہیں لیکن نہ ۲ نومبر والی عدلیہ بحال ہورہی ہے کہ انصاف تو اغیار کے وعدوں کا پابند نہیں، اس لیے اگر یہ کہا جائے تو شاید غلط نہ ہو کہ

ے ارادے ''باندھتا ہے سوچتا ہے توڑ دیتا ہے'' کہیں ایسا نہ ہوجائے کہیں ایسا نہ ہوجائے۔

اور نہ ہی مواخذہ ہورہا ہے کہ پہلا پتھر کون مارے؟ کہ بدعنوانی کے حمام میں کم وبیش ...... صاحبزادگان وجانشنان سمیت ...... سب ہی ننگے ہیں۔اب قوم کی نظریں شریف برادران پر لگی ہوئی ہیں کہ عوام کی اکثریت کے گمان کے مطابق ان کے دامن قدرے اجلے ہیں اس لیے میاں صاحبان کو اپنا خاندانی ...... دینی ومعاشرتی ...... ورثہ سنبھالتے ہوئے حاکمانہ وافسرانہ اخراجات سکیڑتے ہوئے (جن میں غیر ملکی دورے بھی شامل ہونے چاہئیں) یہ کرنا چاہیے کہ

① ...... ملازمین کی تنخواہیں بڑھانا اصل کام نہیں قیمتوں پر کنٹرول کرنا اور مناسب رکھنا اصل کام ہے جو پنجاب کی حد تک اگر ادارہ کرلیں تو میاں شہباز شریف کے لیے شاید کوئی مشکل نہیں۔

② ...... عوام تک فوری انصاف پہنچانے کا انتظام کریں۔

③ ...... عوام کو راشن، آٹا، چاول، گھی، ودیگر ضروریات با کفایت پہنچانے کا انتظام کریں۔

④ ...... ادویات (خصوصاً ملٹی نیشنل کمپنیوں کی مصنوعات) کی قیمتیں اس حد تک لے آئیں کہ ہر ضرورت مند کے بس میں ہوں۔

⑤ ...... ملٹی نیشنل ادویہ ساز کمپنیوں پر اگر ڈاکٹرز کو تحائف دینے پر پابندی لگادی جائے تو ادویات کی قیمتیں بہت حد تک کم ہوجائیں گی۔

⑥ ...... ایندھن، بجلی، پانی کو انتہائی سستا کریں (ہماری رائے میں واضح رہے کہ موبائل فون، ٹی وی، کیبل ضرورت نہیں بلکہ اکثر معاشرتی خرابیوں کا باعث ہیں اس لیے سامان آرائش وآسائش کے ساتھ ساتھ ان پر کسی رعائت کی ضرورت نہیں۔)

⑦ ...... بڑے بڑے حکومتی منصوبہ جات کی بجائے عوام کو اشیائے ضروریہ پر سب سڈی دیں بلکہ اس میں تو ان کو متمول ومخیّر حضرات کا تعاون بھی ان شاء اللہ مل سکتا ہے۔نیز اگر تاجران کی خرید مہنگی ہو تو ان کو نقصان سے بچانا بھی ضروری ہے۔

ے کرو مہربانی تم اہل زمیں پر خدا مہرباں ہوگا عرش بریں پر

تفسیر سورۃ الکافرون

حضرت مولانا نواب سید صدیق حسن خاں رحمہ اللہ ...... تسہیل: ابوبکر ظفر

سورۃ کی فضیلت:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں اس سورۃ شریف کو ایک چوتھائی قرآن کے برابر ٹھہرایا گیا ہے۔ [اخرجہ محمد بن نصر والطبرانی]

نوفل بن معاویہ اشجعی نے کہا تھا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے بستر پر جا کر پڑھنے کے لیے کچھ سکھا دیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سورہ کافرون پڑھ کر سویا کرو کہ یہ شرک سے براءت ہے۔''

[اخرجہ احمد واہل السنن]

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی الفاظ اس طرح ہیں، فرمایا: ''کیا میں تمہیں ایسا کلمہ نہ بتا دوں جو تم کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک سے نجات دے؟ تم سونے کے وقت سورہ کافرون پڑھا کرو۔

[اخرجہ ابویعلی والطبرانی]

زید بن ارقم سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو اللہ تعالیٰ سے یہ دو سورتیں لے کر ملا، اس پر کچھ حساب نہیں، سورہ کافرون اور قل ہو اللہ احد۔ [اخرجہ ابن مردویہ]

اس کی وجہ یہ ہے کہ ان دونوں سورتوں میں توحید کا اخلاص اور شرک کا ردّ ہے۔ اِس لیے جو کوئی ان کے مطابق عقیدہ رکھے گا اور عمل کر کے اللہ تعالیٰ سے ملے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمائے گا۔ اسی لیے زید بن حارثہ سے فرمایا تھا کہ جب تو بستر پر آئے تو ان دونوں سورتوں کو آخر تک پڑھ لے کہ ان دونوں سورتوں کو سوتے وقت پڑھنا شرک سے براءت ہے۔ اسی لیے ارشاد فرمایا کہ اگر اس رات میں فوت ہو جائے تو موحد فوت ہوگا شرک سے بری رہے گا۔ وللہ الحمد

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

﴿ قُلۡ یٰۤاَیُّهَا الۡکٰفِرُوۡنَ ۝ لَاۤ اَعۡبُدُ مَا تَعۡبُدُوۡنَ ۝ وَ لَاۤ اَنۡتُمۡ عٰبِدُوۡنَ مَاۤ اَعۡبُدُ ۝ وَ لَاۤ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدۡتُّمۡ ۝ وَ لَاۤ اَنۡتُمۡ عٰبِدُوۡنَ مَاۤ اَعۡبُدُ ۝ لَکُمۡ دِیۡنُکُمۡ وَلِیَ دِیۡنِ ﴾

''تو کہہ اے منکرو! میں (اس کی) عبادت نہیں کرتا جس کی تم عبادت کرتے ہو۔ اور نہ تم عبادت کرتے ہو جس کی میں عبادت کرتا ہوں۔ اور نہ میں عبادت کروں گا جس کی تم عبادت کرتے ہو۔ اور نہ تم اس کی عبادت کرو گے جس کی میں عبادت کرتا ہوں۔ تم کو تمہاری راہ اور مجھ کو میری راہ (تمہارے لیے تمہارا دین اور میرے لیے میرا دین۔)''

تفسیر:

موضح قرآن میں کہا ہے: ''یعنی تم نے ضد باندھی اب سمجھانے کا کیا فائدہ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ فیصلہ کردے۔''

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مشرک جو عمل کرتے ہیں یہ سورۃ اس سے اظہارِ براءت ہے، اس میں خالص توحید کو اختیار کرنے کا حکم ہے۔

کافرون کا لفظ ہر کافر جو روئے زمین پر ہے اس کو شامل ہے، اگرچہ اس خطاب کے اوّلین مخاطب قریش کے کافر تھے۔ ایک قول کے مطابق وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی جہالت کی بنا پر کہتے تھے کہ ایک سال تم ہمارے بتوں کی عبادت کرو ایک سال ہم تمہارے معبود کی عبادت کریں گے، اس پر یہ سورہ اتری۔ اللہ پاک نے فرمایا: اے پیغمبر! تم ان کے دین سے بالکل بیزار ہو جاؤ اور کہہ دو کہ جس کی تم عبادت کرتے ہو یعنی اصنام، انداد اور اوثان (جو مختلف قسم کے بت ہیں) میں ہرگز ان کی عبادت نہیں کرسکتا اور جس کی میں عبادت کرتا ہوں یعنی اللہ وحدہ لاشریک لہ کی تم اس کی عبادت نہ کرو گے۔ پھر دوبارہ یہی فرمایا

کہ میں عبادت میں تمہاری راہ پر نہیں چل سکتا اور نہ تمہارا پیروکار ہوسکتا ہوں، میں تو اللہ تعالیٰ کی رضا ومحبت کے مطابق اس کی عبادت کرتا ہوں اور کروں گا۔تم اس کی عبادت کرنے میں اس کے حکم وقانون کی پیروی نہیں کرتے بلکہ تم نے اپنے دل سے ایک نئی چیز نکالی ہے جیسا کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَهْوَى الْاَنْفُسُ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنْ رَّبِّهِمُ الْهُدٰى ﴾ [النجم:۲۳]

''یہ تو گمان اور جس کو ان کے جی (دل) چاہیں اُس کی پیروی کرتے ہیں حالاں کہ ان کے پاس ان کے ربّ کا پروانہ آچکا ہے۔''

آپ ﷺ نے ان کے سارے اعمال سے اظہار براءت کیا، کیوں کہ عابد کو ایک معبود درکار ہوتا ہے جس کی وہ عبادت کرے اور اس کی راہ پر چلے۔ چناں چہ رسول اللہ ﷺ اور ان کے متبعین نے اللہ تعالیٰ کی عبادت اس کے قانون کے موافق کی۔ لہٰذا کلمہ اخلاص لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے یہی معنی ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہ ہو اور جو راہ (دین) رسول لائے ہیں اس کے سوا کوئی اور راہ (دین) نہ ہو۔ رہے مشرک وکافر سو (یہ) غیر اللہ کی عبادت کرنے والے ہیں جس کا حکم اللہ تعالیٰ نے نہیں دیا۔ لہٰذا آپ ﷺ نے ان سے کہہ دیا کہ تمہارا دین تمہارے لیے ہے اور ہمارا دین ہمارے لیے ہے۔ جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ لِّيْ عَمَلِيْ وَلَكُمْ عَمَلُكُمْ ۚ اَنْتُمْ بَرِيْٓــُٔوْنَ مِمَّآ اَعْمَلُ وَاَنَا بَرِيْۗءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴾

[یونس:۴۱]

''اگر تجھے جھٹلا دیں تو کہہ مجھے میرا کام اور تمہیں تمہارا کام، تم میرے کام سے بیزار اور میں تمہارے کام سے دست بردار۔''

اور فرمایا:

﴿ لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ﴾ [القصص:۵۵]

''ہمارے لیے ہمارے کام تمہارے لیے تمہارے کام۔''

امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا: یعنی تمہارے لیے تمہارا دین کفر ہے اور میرے لیے میرا دین اسلام ہے۔ بعض نے کہا اس آیت کے یہ معنی ہیں کہ میں اِس دم تک اس کی عبادت نہیں کرتا جس کی عبادت تم کرتے اور میں باقی عمر میں بھی تمہاری بات نہ مانوں گا اور نہ تم اس کی عبادت کرو گے جس کی میں عبادت کرتا ہوں۔ یہ وہی لوگ ہیں جن کے حق میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ﴾ [المائدۃ:٦٨]

''اور جو تیرے ربّ کی طرف سے تیری طرف اترا وہ ضرور ان کو سرکشی اور کفر میں زیادہ کرے گا۔''

امام شافعی وغیرہ نے ﴿ لکم دینکم ولی دین ﴾

''تمہیں تمہاری جزا اور مجھے میری جزا۔''

سے اس بات پر استدلال کیا ہے کہ کفر ملت واحدہ ہے، یہود نے عیسائیوں سے اور عیسائیوں نے یہود سے یہ ملت اخذ کی ہے۔ کیوں کہ ان دونوں کا آپس میں حسب یا نسب کا (تعلق ہے) جس کے وہ وارث بنتے رہتے ہیں۔ غرضیکہ اسلام کے علاوہ جتنے ملل ونحل ادیان ومذاہب ہیں باطل ہونے کے اعتبار سے سب ایک جیسے ہیں۔ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ نے بدائع الفوائد میں اس آیت کے تحت دس مسائل لکھے ہیں اور کہا: ''اس سورہ عظیمہ کا خاصہ خالص نفی ہے اس لیے کہ یہ سورہ شرک سے اظہار براءت ہے، جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ اس کا سب سے بڑا مقصد موحدین اور مشرکین کے درمیان مطلق بیزاری ہے۔ لہٰذا جانبین کی اظہار براءت کو مزید مضبوط کرنے کے لیے دونوں طرف حرف نفی لایا گیا، حالاں کہ واضح طور پر اس کے ضمن میں اثبات بیان ہوا ہے۔ یعنی

﴿ لا اعبد ما تعبدون ﴾ جس کی تم عبادت کرتے ہو میں عبادت نہ کروں گا۔ اس میں صرف براءت ہے۔

﴿ ولا انتم عابدون ما اعبد ﴾ اور نہ تم عبادت کرو گے جس کی میں عبادت کرتا ہوں، میں معبود برحق کا اثبات ہے جس کی

عبادت سے یہ مشرکین بری ہیں۔ پس یہ سورہ نفی واثبات کے معنی کو اپنے ضمن میں بیان کرنے کے اعتبار سے امام الحنفاء کے قول کے مطابق ہے۔

﴿ اِنَّنِیْ بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ o اِلَّا الَّذِیْ فَطَرَنِیْ ﴾

''میں ان سے بیزار ہوں جن کی تم عبادت کرتے ہومگر جس نے مجھ کو پیدا کیا۔'' [الزخرف:۲۶،۲۷]

اورفرقہ توحید کے موافق بھی ہے۔

﴿ وَاِذِ اعْتَزَلْتُمُوْهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ ﴾

''اور جب تم ان سے اور جن کی اللہ تعالیٰ کے سوا یہ عبادت کرتے ہیں کنارہ کشی اختیار کرلو۔'' [الکھف:۱۶]

اسی لیے آپ ﷺ ان دونوں سورتوں (سورۃ الکافرون، سورۃ الاخلاص) کوصبح اور مغرب کی سنتوں میں پڑھتے تھے۔ اس لیے کہ یہ اِخلاص والی سورتیں ہیں اور توحید کی دونوں اقسام پر مشتمل ہیں جن کے بغیر کسی بندے کی نجات وفلاح نہیں ہوسکتی۔ وہ دو اقسام یہ ہیں:

① ......اس بات کا عقیدہ اور عمل کہ اللہ تعالیٰ کو شرک وکفر اور اسے کسی کی اولاد اور اس کو اولاد سے پاک قرار دینا، کیوں کہ اللہ تعالیٰ اکیلا ہے، بے نیاز ہے، نہ اس نے کسی کو جنم دیا اور نہ وہ جنا گیا ہے۔

② ......قصد وارادہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت مقصود ومراد نہ ہو اور کسی کو اس کی عبادت میں شریک نہ کرے بلکہ صرف اکیلا اللہ ہی معبود ٹھہرے۔

سو یہ سورہ اس قابل تعریف مقصد پر بخوبی مشتمل ہے۔ لفظ عبادت کے تکرار کی غرض تاکید اور کفار کی یہ خواہش کہ رسول اللہ ﷺ اسے قبول کرلیں، کو توڑنا ہے۔

دین سے مراد یہ ہے کہ تم کفر وشرک پر راضی ہو اور میں توحید واسلام پر راضی ہوں، یا یہ کہ تم کو تمہارے عمل کی جزا ملے گی اور مجھ کو میرے عمل کی، اس لیے کہ دین بمعنی جزا بھی آتا ہے۔ كَمَا تَدِيْنُ تُدَانُ

''تو جیسا کرے گا ویسا بھرے گا۔''

جس نے یہ کہا کہ یہ آیت یا یہ ساری سورہ منسوخ ہے اس نے غلطی کی، بلکہ یہ سورہ محکم ہے اس میں نسخ کو داخل کرنا محال ہے۔ یہ تو توحید کو خالص کرنے کی تاکید ہے۔ لہٰذا اس کو سورہ اخلاص کہتے ہیں اور اس میں شرک وکفر سے براءت ہے، یعنی میں ہرگز تمہاری موافقت نہ کروں گا اس لیے کہ تمہارا دین بالکل باطل ہے اور وہ تمہارے ساتھ مختص ہے اس میں میری شرکت ناممکن ہے۔ تم اس دین برحق میں میرے شریک نہیں ہوئے ہو تو یہ انتہا درجے کی براءت ہوئی، یہاں اقرار کہاں ہے کہ جس کی بنیاد پر نسخ کہا جائے یا تخصیص ٹھہرے۔

یہی حکم اس براءت کا ہے جو متبع رسول واہل سنت کے اور بدعتی وگمراہ کے درمیان ہے، خلفاء اور رسول اللہ ﷺ کی اولاد نے بھی مشرکین وکفار سے یہی بات کہی تھی:

" لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلَنَا دِيْنُنَا ـ "

''تم کو تمہاری جزا اور ہمیں ہماری جزا۔''

اس سے یہ لازم نہیں آیا کہ انہوں نے ان کو ان کی عبادت پر مقرر کر رکھا تھا، بس اس کہنے میں اپنی براءت کا اظہار تھا اس کے ساتھ ساتھ وہ (صحابہ) مشرکین کے خلاف جہاد کرتے تھے اور بدعتیوں کا ردّ کرتے تھے۔'' (حافظ ابن قیم کی عبارت خلاصۃً ختم ہوئی۔)

اب جو مسلمان اس سورہ کا معنی بخوبی سمجھ لے گا وہ شرک اور غیر اللہ کی عبادت سے بری ہوجائے گا۔ اور جس نے اس سورہ کو پڑھا، سمجھا اور اس کے موافق عمل نہ کیا اور عقیدہ بھی نہ رکھا تو وہ منافق ہے یا مشرک کافر، اس کا ظاہر باطن کے موافق نہیں ہے۔ **عیاذاً باللہ**



سالانہ اہل حدیث کانفرنس

جامع مسجد قدیم اہل حدیث کلیر والا نیا (کوٹلی امیر سنگھ) تحصیل وضلع حافظ آباد کی سالانہ عظیم الشان اہل حدیث کانفرنس ۲؍نومبر ۲۰۰۸ء بروز اتوار بعد نماز عشاء منعقد ہوگی، ان شاء اللہ۔

(شیخ الحدیث) پروفیسر قاری محمد سعید کلیروی

صدر مدرس الجامعہ السّلفیہ الاسلامیہ مکرم مسجد، گوجراں والا

توفیق البــــاری

لترجمة الأدب المفرد للبخاری

"الادب المفرد" کا اردو ترجمہ مع تشریحات وفوائد از حضرت نواب سید صدیق حسن خان صاحب رحمہ اللہ

تسہیل: ابوبکر ظفر

بَابٌ: يُكْتَبُ لِلْمَرِيْضِ مَا كَانَ يَعْمَلُ وَهُوَ صَحِيْحٌ

بیمار کے لیے وہ عمل لکھا جاتا ہے جو تندرستی کی حالت میں کیا کرتا تھا

٥٠٨۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ‹‹ مَا مِنْ أَحَدٍ يَمْرَضُ إِلَّا كُتِبَ لَهُ مِثْلَ مَا كَانَ يَعْمَلُ وَهُوَ صَحِيْحٌ ›› [صحيح المستدرك، ج:١/ ٣٤٨]

"عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جو شخص بھی بیمار ہوتا ہے اس کے لیے اسی کی مانند (اجر) لکھا جاتا ہے جو وہ بہ حالت صحت عمل کیا کرتا تھا۔"

٥٠٩۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ‹‹ مَا مِنْ مُسْلِمٍ ابْتَلَاهُ اللّٰهُ فِيْ جَسَدِهِ إِلَّا كَتَبَ لَهُ مَا كَانَ يَعْمَلُ فِيْ صِحَّتِهِ مَا كَانَ مَرِيْضًا، فَإِنْ عَافَاهُ - أُرَاهُ قَالَ - عَسَلَهُ، وَإِنْ قَبَضَهُ غَفَرَ لَهُ ›› [حسن صحيح، بنحوه عند أحمد، ج:٢/ ١٩٤، وعسله: اى شفاه وأدخله فى الراحة]

"انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جس کسی مسلمان کو اللہ تعالیٰ نے اس کے جسم میں مبتلا (بیمار) کیا تو اس کے لیے وہی عمل لکھا جاتا ہے جو وہ صحت میں کیا کرتا تھا حتی کہ وہ تندرست ہو (جائے)۔ اگر اس کو عافیت دی تو دھوڈالا (گناہوں سے) اور اگر فوت کرلیا تو بخش دیا۔"

٥١٠۔ عَنْ أَنَسٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ ۔ وَزَادَ قَالَ: ‹‹ فَإِنْ شَفَاهُ عَسَلَهُ ›› [صحيح]

"دوسری سند کے ساتھ بھی انس رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے اسی طرح کے الفاظ بیان کرتے ہیں اس میں عافیت کی بجائے شفا کا لفظ ہے۔"

٥١١۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: جَاءَتِ الْحُمَىٰ ﷺ فَقَالَتْ: ابْعَثْنِيْ إِلٰى آثَرِ أَهْلِكَ عِنْدَكَ، فَبَعَثَهَا إِلَى الْأَنْصَارِ فَبَقِيَتْ عَلَيْهِمْ سِتَّةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيَهِنَّ، فَاشْتَدَّ ذٰلِكَ عَلَيْهِمْ، فَأَتَاهُمْ فِيْ دِيَارِهِمْ فَشَكَوْا ذٰلِكَ إِلَيْهِ، فَجَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ يَدْخُلُ دَارًا دَارًا وَبَيْتًا بَيْتًا يَدْعُوْ لَهُمْ بِالْعَافِيَةِ، فَلَمَّا رَجَعَ تَبِعَتْهُ امْرَأَةٌ مِنْهُمْ فَقَالَتْ: وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ إِنِّيْ لَمِنَ الْأَنْصَارِ وَإِنَّ أَبِيْ لَمِنَ الْأَنْصَارِ فَادْعُ اللّٰهَ لِيْ كَمَا دَعَوْتَ لِلْأَنْصَارِ قَالَ: ‹‹ مَا شِئْتِ إِنْ شِئْتِ دَعَوْتُ اللّٰهَ أَنْ يُعَافِيَكِ وَإِنْ شِئْتِ صَبَرْتِ وَلَكِ الْجَنَّةُ ›› قَالَتْ: بَلْ أَصْبِرُ وَلَا أَجْعَلُ الْجَنَّةَ خَطَرًا ۔ [صحيح]

"ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آپ ﷺ کے پاس بخار آیا اور کہا: مجھے ان کے پاس بھیج دیں جو آپ کے نزدیک بہت اچھے ہیں، آپ ﷺ نے انصار کے پاس بھیج دیا۔ چھ دن رات ان پر بخار رہا، (جب) ان کو ناگوار ہوا (تو) آپ ﷺ ان کے گھروں میں آئے، انصار نے شکوہ کیا، پھر آپ ﷺ ایک ایک کے گھر گئے اور ان کے لیے عافیت کی دعا کی،

جب آپ ﷺ واپس ہوئے تو آپ ﷺ کے پیچھے ایک عورت آئی اس نے کہا: اس کی قسم جس نے آپ کو سچ مچ نبی بنا کر بھیجا ہے، میں انصار میں سے ہوں اور میرا باپ بھی انصاری ہے۔ آپ میرے لیے بھی دعا کریں جیسے آپ نے انصار کے لیے دعا کی ہے۔ فرمایا: تو کیا چاہتی ہے؟ اگر یہ چاہتی ہے کہ میں تیرے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کروں کہ وہ تجھے آرام دے تو کردوں گا، اور اگر یہ چاہتی ہے کہ تو صبر کرے اور تجھ کو جنت ملے! اس نے کہا بلکہ میں صبر کروں گی اور میں جنت کونہیں روک سکتی۔''

٥١٢۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: مَا مِنْ مَرَضٍ يُصِيْبُنِيْ، أَحَبُّ إِلَيَّ مِنَ الْحُمَّىٰ، لِأَنَّهَا تَدْخُلُ فِيْ كُلِّ عُضْوٍ مِنِّيْ، وَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يُعْطِيْ كُلَّ عُضْوٍ قِسْطَهُ مِنَ الْأَجْرِ ۔ [صحيح الإسناد]

''ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مجھ کو جو مرض بھی پہنچتا ہے (ان میں سے) مجھے سب سے محبوب بخار ہے، کیوں کہ یہ میرے ہرعضو میں داخل ہوجاتا ہے اور اللہ عزوجل ہرعضو کو اس کے حصہ کے مطابق اجر دیتا ہے۔''

تا آمده به شهر وجودم تپ غمت
گرمش به سیر کوچۂ هر استخوان کنم

''جب تک میرے وجود میں تیرے غم کی تپش نہیں آتی، تب تک میں اپنے وجود کے اندر سیر کرکے اپنے آپ کو گرم کرلوں۔''

٥١٣۔ عَنْ أَبِيْ نُخَيْلَةَ قِيْلَ لَهٗ: اُدْعُ اللّٰهَ قَالَ: اَللّٰهُمَّ انْقُصْ مِنَ الْمَرَضِ وَلَا تَنْقُصْ مِنَ الْأَجْرِ، فَقِيْلَ لَهٗ: اُدْعُ اُدْعُ، فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ وَاجْعَلْ أُمِّيْ مِنَ الْحُوْرِ الْعِيْنَ ۔ [صحيح الإسناد]

''ابونخیلہ سے کہا گیا اللہ تعالیٰ سے دعا کریں، انھوں نے کہا: ''اے اللہ! بیماری کو کم کردے اور اجر کو کم نہ کرنا'' پھر ان سے کہا گیا دعا کریں پھر انھوں نے دعا کی: اے اللہ! مجھے مقرب لوگوں میں کردے اور میری والدہ کو حورعین میں سے کردے۔''

٥١٤۔ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِيْ رَبَاحٍ قَالَ: قَالَ لِيْ اِبْنُ عَبَّاسٍ: أَلَا أُرِيْكَ امْرَأَةً مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ؟ قُلْتُ: بَلٰى، قَالَ: هٰذِهِ الْمَرْأَةُ السَّوْدَاءُ، أَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ: إِنِّيْ أُصْرَعُ، وَإِنِّيْ أَتَكَشَّفُ، فَادْعُ اللّٰهَ لِيْ، قَالَ: ((إِنْ شِئْتِ صَبَرْتِ وَلَكِ الْجَنَّةُ، وَإِنْ شِئْتِ دَعَوْتُ اللّٰهَ أَنْ يُعَافِيَكِ؟)) فَقَالَتْ: أَصْبِرُ، فَقَالَتْ: إِنِّيْ أَتَكَشَّفُ فَادْعُ اللّٰهَ لِيْ أَنْ لَا أَتَكَشَّفَ، فَدَعَا لَهَا ۔
[صحيح البخاري: ٧٥، المرضى: ٦، ومسلم: ٤٥، البر والصلة والأدب، ح: ٤٣]

''عطاء بن ابی رباح کہتے ہیں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھ سے کہا: کیا میں تم کو اہل جنت میں سے ایک عورت نہ دکھاؤں؟ میں نے کہا جی ہاں، انھوں نے کہا یہ سیاہ فام عورت آپ ﷺ کے پاس آئی تھی، اس نے کہا مجھے مرگی آتی ہے اور میں ننگی ہوجاتی ہوں، آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں، آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تو چاہے تو صبر کر تو تیرے لیے جنت ہے اور اگر تو چاہے تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کروں گا کہ وہ تجھے عافیت دے۔ اس نے کہا میں صبر کرتی ہوں۔ پھر اس نے کہا میں ننگی ہوجاتی ہوں آپ اللہ تعالیٰ سے میرے لیے دعا کریں کہ میں ننگی نہ ہوں، آپ ﷺ نے اس کے لیے دعا فرمائی۔''

٥١٥۔ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ: ((مَا أَصَابَ الْمُؤْمِنَ مِنْ شَوْكَةٍ فَمَا فَوْقَهَا فَهُوَ كَفَّارَةٌ))
[صحيح مسلم: ٤٥۔ البر والصلة والأدب، ح: ٤٦ و ٤٧ و ٤٨، فيه طريق أخرى]

''عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: کسی مومن کو کوئی کانٹا یا اس سے بھی معمولی چیز لگتی ہے تو یہ اس کے لیے کفارہ ہوتا ہے۔''

٥١٦۔ عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: «مَا مِنْ مُسْلِمٍ یُشَاكُ شَوْكَةً فِی الدُّنْیَا یَحْتَسِبُهَا إِلَّا قُضِیَ بِهَا مِنْ خَطَایَاهُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ» [صحیح]

''ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس مسلمان کو دنیا میں کوئی کانٹا چبھے اور وہ اجر کی امید رکھے تو (وہ) قیامت کے دن اس کی خطاؤں کا بدلہ ہوگا۔''

٥١٧۔ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِیَّ یَقُوْلُ: «مَا مِنْ مُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ، وَلَا مُسْلِمٍ وَلَا مُسْلِمَةٍ، یَمْرَضُ مَرَضًا إِلَّا قَضَى اللّٰهُ بِهٖ عَنْهُ مِنْ خَطَایَاهُ» [صحیح]

''جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جو مومن مرد اور عورت اور مسلم مرد اور عورت کسی طرح کا بیمار ہو اللہ تعالیٰ اس کے سبب اس کی خطائیں کم کردیتا ہے۔''

بَابُ: هَلْ یَکُوْنُ قَوْلُ الْمَرِیْضِ: "إِنِّیْ وَجِعٌ" شِکَایَةٌ؟

کیا بیمار کا یہ کہنا کہ ''میں بیمار ہوں'' شکایت ہے؟

٥١٨۔ عَنْ اَبِیْ هِشَامٍ قال: دَخَلْتُ أَنَا وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الزُّبَیْرِ عَلٰى أَسْمَآءَ، قَبْلَ قَتْلِ عَبْدِ اللّٰهِ بِعَشْرِ لَیَالٍ، وَأَسْمَاءُ وَجِعَةٌ، فَقَالَ لَهَا عَبْدُ اللّٰهِ: کَیْفَ تَجِدِیْنَكِ؟ قَالَتْ: وَجِعَةٌ، قَالَ: إِنِّیْ فِی الْمَوْتِ، فَقَالَتْ: لَعَلَّكَ تَشْتَهِیْ مَوْتِیْ؟ فَلِذٰلِكَ تَتَمَنَّاهُ؟ فَلَا تَفْعَلْ، فَوَاللّٰهِ مَا أَشْتَهِیْ أَنْ أَمُوْتَ حَتّٰى یَأْتِیَ عَلَیَّ أَحَدُ طَرَفَیْكَ، أَوْ تُقْتَلَ فَأَحْتَسِبَكَ، وَإِمَّا أَنْ تَظْفُرَ فَتَقَرَّ عَیْنِیْ، فَإِیَّاكَ أَنْ تُعْرَضَ عَلَیْكَ خُطَّةٌ فَلَا تُوَافِقُكَ فَتَقْبَلُهَا کَرَاهِیَةَ الْمَوْتِ۔ وَإِنَّمَا عَنَّى ابْنُ الزُّبَیْرِ لِیُقْتَلَ فَیُحْزِنُهَا ذٰلِكَ۔ [صحیح الإسناد]

''ہشام کے والد کہتے ہیں کہ میں اور عبداللہ بن زبیر اسماء رضی اللہ عنہا کے پاس گئے، عبداللہ کے قتل ہونے سے دس راتیں پہلے، (اس وقت) اسماء رضی اللہ عنہا بیمار تھیں، عبداللہ نے ان سے کہا آپ کی صحت کیسی ہے؟ اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا میں بیمار ہوں، عبداللہ نے کہا: میں موت (وحیات کی کشمکش) میں ہوں۔ اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا: شاید تو میری موت چاہتا ہے؟ اسی لیے تو موت کی تمنا کرتا ہے سو (ایسا) نہ کر، اللہ کی قسم! میں چاہتی ہوں کہ میں اس وقت تک نہ مروں جب تک تمہارے متعلق دو باتوں میں سے ایک بات نہ آجائے یا تو مارا جائے اور میں اجر کی امید کروں یا تو کامیاب ہو کہ میری آنکھ ٹھنڈی ہو۔ اپنے آپ کو اس سے دور رکھ کہ تیرے سامنے ایک ایسی صورت پیش کی جائے جو تیرے موافق نہ ہو اور تو موت کو ناپسند کرتے ہوئے اس کو قبول کرلے۔ عبداللہ بن زبیر کا مطلب تھا کہ میں قتل ہوں اور میرا قتل ان کو غمگین کرے گا۔''

٥١٩۔ عَنْ أَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ، أَنَّهُ دَخَلَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ مَوْعُوْكٌ، عَلَیْهِ قَطِیْفَةٌ، فَوَضَعَ یَدَهُ عَلَیْهِ فَوَجَدَ حَرَارَتَهَا فَوْقَ الْقَطِیْفَةِ، فَقَالَ أَبُوْ سَعِیْدٍ: مَا أَشَدَّ حُمَّاكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: «إِنَّا کَذٰلِكَ، یَشْتَدُّ عَلَیْنَا الْبَلَاءُ وَیُضَاعَفُ لَنَا الْأَجْرُ» فَقَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَیُّ النَّاسِ أَشَدُّ بَلَاءً؟ قَالَ: «الْأَنْبِیَاءُ، ثُمَّ الصَّالِحُوْنَ، وَقَدْ کَانَ أَحَدُهُمْ یُبْتَلٰى بِالْفَقْرِ حَتّٰى مَا یَجِدُ إِلَّا الْعَبَاءَةَ یَجُوْبُهَا فَیَلْبَسُهَا، وَیُبْتَلٰى بِالْقُمَّلِ حَتّٰى یَقْتُلَهُ، وَلَأَحَدُهُمْ کَانَ أَشَدَّ فَرَحًا بِالْبَلَاءِ مِنْ أَحَدِکُمْ بِالْعَطَاءِ!» [صحیح، وهو فی سنن ابن ماجه، برقم: ٢٠٢٤]

''ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے پاس آئے، آپ ﷺ بخار میں پڑے تھے، آپ ﷺ کے اوپر ایک قطیفہ (چادر) تھی، ابوسعید رضی اللہ عنہ نے اس پر ہاتھ رکھا تو بخار کی حرارت اس قطیفہ (چادر) کے اوپر سے محسوس کی، ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ کو بہت سخت بخار ہے۔ آپ نے فرمایا: ہمارا یہی حال ہے کہ ہم پر آزمائش سخت ہوتی ہے اور اجر دوگنا دیا جاتا ہے۔ ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا: سخت ترین آزمائش میں کون لوگ ہوتے ہیں؟ فرمایا: انبیاء پھر صالحین،

ان میں کوئی محتاجی میں گرفتار ہوتا ہے حتی کہ ایک عباء (چادر) پاتا تھا تو اس کو کاٹ کر پہنتا، یا قمل (جوؤں) میں مبتلا ہو جاتا حتی کہ وہ (بیماری) اس کو قتل کر دیتی۔ ان میں سے کوئی آزمائش سے نہایت درجہ خوش ہوتا جیسے کوئی تمہارا عطا (ملنے) سے خوش ہوتا ہے۔

چہ خوش بروئ دل تنگ ما دری وا کرد
خدا دراز کند عمر زخم کاری ما

باب: عِيَادَةِ الْمُغْمٰى عَلَيْهِ

بے ہوش کی عیادت کرنا

۵۲۰۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: مَرِضْتُ مَرَضًا فَأَتَانِيَ النَّبِيُّ ﷺ يَعُوْدُنِيْ - وَ أَبُوْبَكْرٍ - وَهُمَا مَاشِيَانِ، فَوَجَدَانِيْ أُغْمِيَ عَلَيَّ، فَتَوَضَّأَ النَّبِيُّ ﷺ ثُمَّ صَبَّ وَضُوْءَهُ عَلَيَّ، فَأَفَقْتُ فَإِذَا النَّبِيُّ، فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! كَيْفَ أَصْنَعُ فِيْ مَالِيْ ؟ أَقْضِيْ فِيْ مَالِيْ؟ فَلَمْ يُجِبْنِيْ بِشَيْءٍ حَتّٰى نَزَلَتْ آيَةُ الْمِيْرَاثِ ـ

[صحيح البخاری: ۷۵۔ المرضی: ۲۱۔ مسلم: ۲۳۔ الفرائض، ح: ۵ و ۸]

''جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں بیمار ہوا تو آپ ﷺ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ میری عیادت کو آئے۔ دونوں پیدل پیدل آئے اور مجھے بے ہوش پایا، آپ ﷺ نے وضو کر کے وضو کا پانی مجھ پر ڈالا، میں ہوش میں آ گیا دیکھا تو آپ ﷺ تھے، میں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں اپنے مال میں کیا کروں؟ کس طرح میں اپنے حال کا فیصلہ کروں؟ آپؐ نے کچھ جواب نہ دیا حتی کہ آیت میراث نازل ہوئی۔''

بَابُ: عَيَادَةِ الصِّبْيَانِ

بچوں کی عیادت کرنا

۵۲۱۔ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، أَنَّ صَبِيًّا لِابْنَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ثَقُلَ، فَبَعَثَتْ أُمُّهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ وَلَدِيْ فِي الْمَوْتِ، فَقَالَ الرَّسُوْلُ: «اِذْهَبْ فَقُلْ لَهَا: إِنَّ لِلّٰهِ مَا أَخَذَ وَلَهُ مَا أَعْطٰى، وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ إِلٰى أَجَلٍ مُسَمًّى، فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ» فَرَجَعَ الرَّسُوْلُ فَأَخْبَرَهَا، فَبَعَثَتْ إِلَيْهِ تُقْسِمُ عَلَيْهِ لَمَّا جَآءَ، فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ فِيْ نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِهِ مِنْهُمْ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ، فَأَخَذَ النَّبِيُّ ﷺ الصَّبِيَّ فَوَضَعَهُ بَيْنَ ثَنْدُوَتَيْهِ، وَلِصَدْرِهِ قَعْقَعَةٌ كَقَعْقَعَةِ الشَّنَّةِ، فَدَمَعَتْ عَيْنَا رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ سَعْدٌ: أَتَبْكِيْ وَأَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ؟ فَقَالَ: «إِنَّمَا أَبْكِيْ رَحْمَةً لَهَا، إِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْحَمُ مِنْ عِبَادِهِ إِلَّا الرُّحَمَآءَ»

[صحيح البخاری: ۲۳۔ الجنائز: ۳۲۔ مسلم: ۱۱۔ الجنائز، ح: ۱۱]

''اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ کی بیٹی کا ایک بچہ بھاری ہو گیا، اس کی والدہ نے آپ کے پاس آدمی بھیجا کہ میرا بچہ موت (وحیات کی کشمکش) میں ہے آپ ﷺ نے اس قاصد سے کہا جاؤ اس سے کہو یقیناً اللہ تعالیٰ کا ہے جو اس نے لیا اور وہ بھی اسی کا ہے جو اس نے دیا اور ہر چیز کے لیے اس کے پاس وقت مقرر ہے۔ تو صبر کر اور اجر کی امید رکھ۔ وہ قاصد گیا اور اس نے یہ خبر دی، بیٹی نے پھر اس کو بھیجا وہ پھر آیا اور کہا (انہوں نے) قسم دی ہے کہ آپ (ضرور) تشریف لائیں۔ آپ ﷺ چند صحابہ کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے، ان میں سعد بن عبادہ بھی تھے، آپ ﷺ نے بچے کو لے کر اپنے دونوں ہاتھوں کے درمیان رکھا اس کے سینے سے مشک کی آواز آتی تھی، آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے، سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ روتے ہیں حالاں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں، فرمایا: میں تو صرف اس لڑکی پر رحم کی وجہ سے رو رہا ہوں، اللہ تعالیٰ صرف اپنے رحم دل بندوں پر رحم فرماتا ہے۔''



ایک مسئلہ وراثت

تحریر: حافظ انس نضر مدنی (مدرس جامعہ لاہور الاسلامیہ)

تلمیذ

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ ثناء اللہ خان مدنی صاحب

سوال: ہمارے والد صاحب وفات پا چکے ہیں، ورثاء میں ایک بیوہ، چار بیٹے اور تین بیٹیاں موجود ہیں۔ جائداد میں زرعی زمین (دو ایکڑ دو کنال)، ایک مکان (جس میں مرحوم کی بیوہ اور دو بیٹے رہائش پذیر ہیں۔) اور نقد بیس لاکھ روپے شامل ہیں۔ اس حوالے سے چند ضروری سوال یہ ہیں:

❀...... ہمارے والد کی وفات کے وقت ہماری دادی زندہ تھیں، کیا ترکے میں ان کا بھی کوئی حصہ بنتا ہے یا نہیں؟ اگر بنتا ہے تو کتنا؟ اور اب دادی بھی والد صاحب کے ڈیڑھ ماہ بعد وفات پا گئی ہیں تو اُن کا حصہ کس کو ملے گا؟ تفصیل بتا دیں، شکریہ!

❀...... کیا میت کا بھائی یا اس کی اولاد میں سے کوئی ترکے میں حصہ پانے کا حق دار ہے یا نہیں؟ اگر ہو تو ان کے حق کی تفصیل بھی بتا دیں، شکریہ!

❀...... ہم اپنے والد کے تمام ترکے کو نقد رقم کی صورت میں تبدیل کرکے تقسیم کرنا چاہتے ہیں تاکہ تقسیم کے مسائل کم سے کم ہوں، کیا اس کی اجازت ہے؟

محترم مفتی صاحب! آپ نمونے کے طور پر بیس لاکھ کو ان لواحقین میں بقدرِ حصہ تقسیم فرما دیں تاکہ باقی اشیاء کو نقد زر میں بدلنے کے بعد اسی حساب سے تقسیم کرسکیں اور ترکہ تقسیم کرنے کا فارمولہ بھی لکھ دیں، بڑی نوازش ہوگی۔ [آپ کے تابعداران: منظور شاہد، ریاض شاہد، منصور احمد، مرتضیٰ مسعود وغیرہم، ساکنان: بینک کالونی، سبزل روڈ، کوئٹہ]

جواب: الحمد للّٰه ربّ العالمين، والصّلاةُ والسّلامُ على أشرف الأنبياءِ والمُرسَلين، أمّا بعد!

❀...... میت کی وفات کے وقت جو وارث زندہ ہوں وہ ترکہ سے اپنے مخصوص حصہ کے حق دار ہوتے ہیں خواہ ترکہ کی تقسیم سے پہلے وہ فوت ہو جائیں۔ لہٰذا میت کی ماں بھی ترکہ میں اپنے حصہ کی حق دار ہوگی (جس کی تفصیل نیچے نقشے میں موجود ہے۔) یہ حصہ ماں کے فوت ہونے کی وجہ سے اُس کے ورثاء میں ان کے حصوں کے مطابق تقسیم ہوگا۔

❀...... میت کے بیٹوں کی موجودگی میں بھائی اور بھتیجے وغیرہ وارث نہیں ہوتے، فرمانِ نبوی ﷺ ہے:

«أَلْحِقُوا الْفَرَائِضَ بِأَهْلِهَا فَمَا بَقِيَ فَهُوَ لِأَوْلٰى رَجُلٍ ذَكَرٍ» [صحيح البخاری: ٦٧٣٢، صحيح مسلم: ١٦١٥]

''مقررہ حصے اُن کے مستحقین تک پہنچا دو، اگر کچھ باقی بچ جائے تو وہ سارا مال قریب ترین مرد رشتہ دار کے لیے ہے۔''

❀...... میت کے تمام ترکے کو تمام ورثاء کے باہمی اتفاق سے نقد رقم میں تبدیل کیا جاسکتا ہے۔

❀...... ورثاء پر ترکہ کی تقسیم کی تفصیل یہ ہے کہ میت کی والدہ کو میت کی اولاد کی موجودگی کی وجہ سے چھٹا حصہ دیا جائے گا۔ فرمان

باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَلِاَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ إِنْ كَانَ لَهُ وَلَدٌ ﴾ [النساء:١١]

''اور میت کے ماں باپ میں سے ہر ایک کے لیے اس کے چھوڑے ہوئے مال کا چھٹا حصہ ہے اگر اس (میت) کی اولاد ہو۔''

اور بیوی کو میت کی اولاد کی موجودگی کی وجہ سے آٹھواں حصہ ملے گا۔فرمانِ الٰہی ہے:

﴿ فَإِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ ﴾ [النساء:١٢]

''پس اگر تمہاری اولاد ہو تو پھر انہیں (بیویوں کو) تمہارے ترکہ کا آٹھواں حصہ ملے گا۔''

جب کہ باقی مال اولاد میں ﴿لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ﴾ ''ایک مرد کو دو عورتوں کا حصہ ملے گا'' کے اصول پر تقسیم کر دیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ ﴾ [النساء:١١]

''اللہ تمہیں تمہاری اولاد کے بارے میں حکم کرتا ہے کہ ایک لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے برابر ہے۔''

تقسیم کی صورت میں نقشہ ذیل میں ملاحظہ فرمائیں:

7575.76 11

		۲۴	۲۶۴	۲۰.۰۰.۰۰۰
ماں	۱/۶	۴	۴۴	۳.۳۳.۳۳۳
بیوی	۱/۸	۳	۳۳	۲.۵۰.۰۰۰
بیٹا			۳۴	۲.۵۷.۵۷۶
بیٹا			۳۴	۲.۵۷.۵۷۶
بیٹا			۳۴	۲.۵۷.۵۷۶
بیٹا			۳۴	۲.۵۷.۵۷۶
بیٹی	ب	۱۷	۱۷	۱.۲۸.۷۸۸
بیٹی			۱۷	۱.۲۸.۷۸۸
بیٹی			۱۷	۱.۲۸.۷۸۸

وَاللّٰه أعلَمُ بِالصَّوَابِ، وصلى اللّٰهُ وسلَّمَ علىٰ نَبيّنا مُحمّد .



مولانا عبدالسلام کیلانی وفات پا گئے

جماعت اہل حدیث کے بزرگ عالم دین مولانا عبدالسلام صاحب کیلانی ۲۹ر جولائی ۲۰۰۸ء بروز منگل مختصر علالت کے بعد وفات پا گئے۔انا للہ وانا الیہ راجعون

مرحوم ایک جید عالم دین، درویش صفت اور مرنجاں مرنج شخصیت تھے۔کیلانی خاندان کے چشم و چراغ اور درس و تدریس سے وابستہ تھے۔ان کی نماز جنازہ میں سیکڑوں علمائے کرام،طلبائے علوم دینیہ اور سماجی شخصیات کے علاوہ عزیز و اقارب کی ایک بڑی تعداد نے شرکت کی۔

نماز جنازہ مرحوم کے پرانے اور عزیز رفیق شیخ الحدیث مولانا حافظ ثناء اللہ صاحب المدنی حفظہ اللہ نے پڑھائی۔مولانا عبدالسلام کیلانی دارالسلام لاہور کے مینجنگ ڈائریکٹر حافظ عبدالعظیم اسد کے چچا جان تھے۔

اراکین ادارہ مرحوم کی وفات پر ان کی مغفرت کے لیے دعا گو ہیں اور قارئین سے بھی دعا کی درخواست کرتے ہیں۔[محمد سلیم چنیوٹی]

احادیث سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا استدلال وامتثال ④

حضرت مولانا عبدالرؤف رحمانی، جھنڈا نگری (نیپال ہند)

حضرت عبداللہ بن عمر:

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے متعدد صاحبزادے ہوئے مگر عشق رسالت واتباع سنت کے خصوصی امتیاز کے سبب چار دانگ عالم میں شہرت صرف حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے پائی۔ ان کے اتباع سنن وامتثال فرامین نبویہ کے صدہا واقعات ہیں جو بغرض اسوۂ عمل پڑھنے کے قابل ہیں۔

مشتے نمونہ از خروارے یہاں کچھ درج کیے جاتے ہیں:

① ......عبداللہ بن دینار روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ایک بار حج کے لیے جارہے تھے۔ آپ کی اونٹنی کے ساتھ سواری کے لیے ایک گدھا بھی تھا جب اونٹنی تھکی ہوئی معلوم ہوتی تو آپ گدھے پر سوار ہوجاتے۔ اسی طرح سفر کرتے جارہے تھے کہ ایک اعرابی سے ملاقات ہوگئی۔ اس کو دیکھ کر حضرت عبداللہ بن عمر نے پوچھا کہ کیا تو فلاں ابن فلاں ہے؟ اس نے کہا ہاں۔ راوی کا بیان ہے کہ اس کا نام ونشان معلوم کرلینے کے بعد حضرت عبداللہ بن عمر نے اس کو اپنا ایک عمامہ اور اپنی سواری کا گدھا دے دیا۔ بعض رفقاء سفر نے کہا کہ اعرابی (بدوی آدمی) کو ایک دو درہم دے دینا کافی تھا۔ فرمایا: ہاں! لیکن یہ میرے باپ کا شناسا اور دوست تھا اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے:

((اَبَرُّ الْبِرِّ صِلَةُ الْمَرْءِ اَهْلَ وُدِّ اَبِيْهِ))

یعنی ''باپ کے دوست سے نیک سلوک کرنا سب سے بڑی نیکی ہے۔''

اس لیے اس حدیث پر عمل ہوجانے کے خیال سے میں نے اس کے ساتھ یہ سلوک کیا ہے۔ [مسند احمد، جلد:۱، ص:۹۱، طبع اول]

اس واقعہ سے اس کے اتباع سنت وامتثال حدیث نبوی کا حال صاف ظاہر ہے آج باپ کے انتقال کے بعد اس طرح کی مالی اعانت باپ کے دوستوں کے ساتھ کرنے کا احساس اب کہاں باقی ہے؟

② ......زیاد بن جبیر راوی ہیں کہ ایک بار میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ منیٰ سے گزر رہا تھا۔ یکا یک حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ ایک شخص کے پاس جا پہنچے اور اس کو اونٹ کو ''نحر'' کرنے کا طریقہ بتلانے لگے۔ وہ شخص اونٹ کو نحر بٹھلا کر کررہا تھا تو آپ نے اس کو ٹوک کر فرمایا:

اِبْعَثْهَا قِيَامًا مُقَيَّدَةً سُنَّةُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ [مسند احمد، جلد:۲، ص:۳، طبع اول]

''یعنی جانور کو کھڑا کرکے باندھ کر نحر کرو۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اس معاملہ میں یہی ہے۔''

اس روایت سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام کو چلتے پھرتے اتباع سنت کا خیال رہتا تھا اور مسنون طریقہ پر قائم رکھنے کا جذبہ بھی غالب تھا۔

③ ......ایک موقعہ پر حضرت عبداللہ بن عمر نے حجر اسود کا بوسہ لیا تو فرمایا چوں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حجر اسود کا استلام کرتے ہوئے (بوسہ لیتے ہوئے) ہمیشہ دیکھا ہے۔

فَلَا اَدَعُ اِسْتِلَامَهٗ فِيْ شِدَّةٍ وَلَا رُخَاءٍ۔

[مسند احمد، ج:۲، ص:۴]

''اس لیے میں اس کا بوسہ کبھی نہیں چھوڑتا خواہ اژدحام کی

کیسی ہی سختی رہی ہو۔''

اس روایت سے معلوم ہوا کہ عاشقانِ سنن نبویہ نبی اکرم ﷺ کے طرزِ عمل سے سرمو کبھی اختلاف نہیں کرتے تھے۔ نرمی اور سختی کے دو گونہ مواقع پر سنت ہی کے مطابق اپنا عمل رکھتے تھے۔

④...... ایک بار حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے رفقاء سے فرمایا کہ جب سے میں نے آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ''ہر شخص کی وصیت اس کے پاس لکھی رہنی چاہیے۔''

فَمَا بِتُّ مِنْ لَيْلَةٍ اِلَّا وَوَصِيَّتِيْ عِنْدِيْ مَوْضُوْعَةٌ ۔

[مسند احمد، ج:۲، ص:٤]

''تو پھر کوئی رات ایسی نہ گزری کہ میری لکھی ہوئی وصیت میرے پاس نہ ہو۔''

اس سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا جذبہ اتباع وامتثال صاف ظاہر ہے کہ ادھر فرمانِ رسالت سنا ادھر اس پر عمل پیرا ہو گئے۔

⑤...... حضرت نافع رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ اپنی سواری پر نفلی نماز بلا جہت قبلہ بھی پڑھ لیتے تھے۔ تو میں نے اس کے متعلق آپ سے دریافت کیا تو جواب دیا:

رَاَيْتُ اَبَا الْقَاسِمِ يَفْعَلُهٗ ۔ [مسند احمد، ج:۲، ص:٦]

''کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو نفلی نمازوں میں ایسا کرتے دیکھا ہے۔''

اس سے بھی معلوم ہوا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اپنے نوافل وفرائض کے جملہ طاعات کے لیے آنحضرت ﷺ ہی کے طرزِ عمل کو سند گردانتے تھے اور اپنے عمل کی دلیل میں یہی فرماتے تھے کہ ایسا ہی رسول اللہ ﷺ کا بھی عمل تھا۔

⑥...... حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عبدالعزیز بن مردان نے اپنے ایک خط میں لکھا کہ آپ کو جو مالی ضروریات ہوں ان کو میری طرف لکھ بھیجئے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمانِ رسالت کو پیش نظر رکھ کر بہتر انداز میں جواب دیا کہ تم میں سے خود کوئی درخواست نہیں کر سکتا۔

اَلْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰى ۔ [مسند احمد، ج:۲، ص:۷]

لیکن اگر خدا تعالیٰ تمہارے ذریعہ سے مجھے کچھ عطا کرنا چاہے میں اسے ردّ بھی نہ کروں گا۔

چوں کہ دوسری جگہ اس مضمون کی حدیث موجود ہے کہ جو سوال کیے بغیر ملے اسے ردّ نہ کرو۔ اس لیے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے از خود ارسال ہدایا وعطایا کو اس حدیث نبوی کے تحت قبول کرنے کا ارادہ بھی ظاہر فرمایا۔

⑦...... حضرت سالم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ) جب کسی باہر جانے والے آدمی سے رخصتی کی ملاقات کرتے تو فرماتے میرے پاس آؤ تم کو اس طرح الوداعی دعا دے کر رخصت کروں جس طرح آنحضرت ﷺ دعا دے کر مسافر کو رخصت کرتے تھے یہ کہہ کر دعائے نبوی جانے والے کے سامنے پڑھتے:

« اَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكَ وَاَمَانَتَكَ وَخَوَاتِيْمَ عَمَلِكَ »

[مسند احمد، ج:۲، ص:۷]

''یعنی میں تمہارے دین اور امانت اور تمہارے خاتمہ عمل کے معاملے میں تم کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔''

اس روایت سے حدیث نبوی کے اتباع وامتثال کا حال خوب ظاہر ہے۔

⑧...... حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کھانے کے بعد اپنی ایک ایک انگلی کو خوب احتیاط سے چاٹتے اور فرماتے کہ میں ایسا اس لیے کر رہا ہوں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے:

« اِنَّكَ لَا تَدْرِيْ فِيْ اَيِّ طَعَامِكَ تَكُوْنُ الْبَرَكَةُ »

یعنی ''تمہیں کیا خبر کہ کھانے کے کس دانہ میں برکت شامل ہے۔''

لہٰذا برکت کے خیال سے ہر ایک انگلی چاٹتا ہوں کہ ممکن ہے برکت والا دانہ اسی انگلی میں موجود ہو۔ [مسند احمد، ج:۲، ص:۷]

اس حدیث میں سے تہذیب نو میں آلودہ حضرات کو سبق حاصل کرنا چاہیے جو برتن چاٹنے کو عار سمجھتے ہیں اور کھانے کے برتنوں کو گندی حالت میں چھوڑ دیتے ہیں۔ زیادہ افسوس ناک یہ امر ہے کہ نئی ''روشنی'' سے متاثر بعض علماء تک اس سنت نبوی سے نہ صرف بے اعتنائی برتتے ہیں بلکہ اس سے بدکتے ہیں۔ اعاذنا الله منه

⑨...... حضرت نافع سے روایت ہے کہ ایک بار حضرت عبداللہ بن عمر ایک مقام پر جا رہے تھے ان کے ساتھ میں بھی تھا۔ یکا یک چرواہے کے بانسری بجانے کی آواز آئی آپ نے دونوں کانوں کو انگلیوں سے بند کرلیا اور اپنی سواری کو اس راستہ سے موڑ لیا اور چلتے چلتے مجھ سے پوچھتے رہے کہ اے نافع وہ آواز ختم ہوئی یا نہیں؟ میں عرض کرتا رہا کہ ابھی بانسری کی وہ آواز آ ہی رہی ہے جب میں نے یہ اطلاع دی کہ وہ آواز ختم ہوگئی تب آپ نے انگلیوں کو کانوں سے الگ کیا اور سواری کو منزلِ مقصود کے راستہ پر لائے اس کے بعد فرمایا:

رَاَيتُ رَسُوْلَ اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ سَمِعَ صَوتَ زُمَّادَةِ رَاعٍ فَصَنَعَ مِثْلَ هٰذَا۔

[مسند احمد، ج:۲، ص:۸]

''میں نے آنحضرت ﷺ کو دیکھا کہ ایک بار چرواہے کی بانسری کی آواز کو آنحضرت ﷺ نے سنا تو ایسا ہی عمل اختیار فرمایا۔''

اس واقعہ سے ہمارے ناظرین کو حضرت عبداللہ بن عمر کے اتباع کامل وانتثالِ صادق کا حال خوب وضاحت سے معلوم ہوا ہوگا۔ بانسری کی آواز پر کان بند کرلینا، سواری کو منزلِ مقصود کے راستے سے موڑ کر الگ کرلینا، آج کے دور میں کس قدر عجیب وغریب عمل ہے۔ آج سماع دلچسپی سے گانے باجے سننے کے لیے علم سوسائٹی، سینماؤں، ریڈیو، ہالوں، تھیٹروں، قوالیوں، عرسوں میں بڑی اکثریت سے شرکت کرتے ہیں۔ خاص کر سینما ہال تو انہی کی غالب اکثریت سے آباد رہتے ہیں۔ اعاذنا الله منها

⑩...... حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ سفر میں اب کیوں قصر کیا جائے اب تو ہمیں امن واطمینان میسر ہے جواب دیا:

لَا نَعْلَمُ شَيْئًا فَاِنَّمَا نَفْعَلُ كَمَا رَأَيْنَا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عليه وسلم يَفْعَلُ ۔ [مسند احمد، ج:۲، ص:٦٦]

یعنی ''بھائی ہم کچھ نہیں جانتے ہم تو وہی کر رہے ہیں جو ہم نے رسول اللہ ﷺ کو کرتے دیکھا ہے۔''

اس روایت سے بھی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا جذبہ امتثال صاف ظاہر ہے۔

⑪...... حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک نوجوان آئے اور آتے ہی دروازہ پر پکار کر کہنے لگے: أَأَدْخُلُ

''یعنی کیا میں اندر آ سکتا ہوں۔'' حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے آواز کو پہچان کر فرمایا صاحبزادے سنت نبویہ یہ نہیں ہے۔ بلکہ یہ ہے کہ آنے والا پہلے السلام علیکم کہے اگر اس کو جواب ملے تو پھر اس کے بعد داخلہ کی اجازت طلب کرے۔ [مسند احمد، ج:۲،ص:۳۳]

اس واقعہ سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا جذبہ امتثال ظاہر ہوا کہ بے تکلف اور جانے پہچانے لوگوں کو بھی اندر آنے کی اجازت نہیں دیتے۔ جب تک وہ سنت نبویہ کے مطابق سلام اور اجازت کے حصول پر عمل نہ کرے۔

⑫...... حضرت عبداللہ بن عمر نے ایک شخص سائل کو کھانا کھلایا اس نے جب کھانا شروع کیا تو بہت پرخوری سے کام لیا۔ جب وہ کھا چکا تو آپ نے اپنے غلام حضرت نافع رحمہ اللہ سے فرمایا کہ آج کی تاریخ سے میرے یہاں یہ شخص نہ داخل ہونے پائے اس لیے کہ میں نے آنحضرت ﷺ سے یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ کافر سات انتڑیوں میں کھاتا ہے تو جب رسول اللہ ﷺ نے ایسے پرخور سے نفرت کی ہے تو مجھے بھی نفرت ہے۔ [مسند احمد، ج:۲،ص:۴۳]

اس روایت میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جیسے سخی وفیاض نے

پرخوری کرنے والے انسان سے اس لیے نفرت و بیزاری ظاہر کی کہ آنحضرت ﷺ نے ایسے پرخور انسان سے نفرت و بیزاری کا اظہار کیا ہے۔

⑬...... حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو کسی نے دیکھا کہ وہ صفا اور مروہ کی درمیانی وادی میں بجائے ''سعی'' کے آہستہ آہستہ چلتے تھے۔ تو اس نے آپ سے پوچھا کہ آپ ''سعی'' کیوں نہیں کرتے؟ آپ نے جواب دیا کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو ''سعی'' بھی کرتے دیکھا ہے اور ''مشی'' بھی۔ چوں کہ آج میں شیخ کبیر (بڑا بوڑھا) ہوگیا ہوں مشی ہی کرسکتا ہوں۔'' [مسند احمد، ج:۲،ص:۶۱]

اس روایت سے جذبہ امتثال کے ساتھ ساتھ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اپنے ہر عمل کے لیے سنت نبویہ ہی سے سند وشہادت لاتے تھے۔ کوئی بھی عمل خلافِ سنت دیدہ دانستہ ان سے سرزد نہیں ہوسکتا تھا۔

⑭...... حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے یحییٰ بن سعید کے لڑکے کو دیکھا کہ وہ ایک مرغی کو باندھ کر اپنا نشانہ ٹھیک کرنے کے لیے اس پر تیر چلانے کی مشق کررہا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ یہ امر منکر نہیں دیکھ سکے مرغی کو فوراً جاکر کھول دیا کہ جانور پر نشانہ سدھانے کے لیے تیر چلا کر اس کو تڑپانا سخت بے رحمی کا کام تھا۔ اس کے بعد اس لڑکے کو ساتھ لے کر مزید تادیب وتنبیہ کے لیے اس کے باپ کے پاس لے گئے اور اس کی بے رحمی ونشانہ بازی کا واقعہ سنایا اور فرمایا میں نے خود نبی اکرم ﷺ سے سنا ہے کہ آپ نے جانور صبراً یعنی باندھ کر نشانہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔ [مسند احمد، ج:۲،ص:۹۱]

اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام خلافِ شریعت ذرا سا عمل بڑے سے بڑے امیر آدمی کا بھی برداشت نہیں کرسکتے تھے اور رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کے مطابق امر منکر کا ازالہ دل سے زبان سے اور طاقت کے ذریعہ کرنا چاہتے تھے۔

⑮...... حضرت نافع حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا دعوتوں سے تعلق بیان کرتے ہیں کہ آپ داعی حضرات کی دعوتوں کو قبول کرلیتے تھے اور اگر کبھی بوجہ روزہ دعوت کا کھانا نہ بھی کھانا ہوتا تو بھی مجلس دعوت میں حاضری دے دیتے اور فرماتے کہ میں ایسا اس لیے کرتا ہوں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے:

《اِذَا دُعِیَ اَحَدُکُمْ اِلَی الدَّعْوَةِ فَلْیُجِبْ》

[مسند احمد، ج:۲، ص:۱۰۱]

یعنی ''جب تم میں سے کسی شخص کو دعوت دی جائے تو اس کو چاہیے کہ وہ قبول کرے۔''

چوں کہ یہ فرمان مطلق حالت میں تھا اس لیے باوجود روزہ کے بھی آپ دعوت میں شرکت کرتے تاکہ حکم نبوی کی تعمیل ہوجائے۔

اس روایت سے اُن حضرات کی معاشرتی زندگی پر بھی روشنی پڑتی ہے کہ ان کے آپس کے اخلاق کس قدر بلند تھے ایک کا دعوت دینے دوسرے کا باوجود کھانا وغیرہ نہ کھا سکنے کے اعزازاً وتکریماً شرکت ہی کرلیتے۔

⑯...... حضرت نافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ قربانی کے پہلے دن ''رمی جمار'' سوار ہو کر کرتے اور باقی دن پاپیادہ رمی جمار کرتے اور فرماتے میں ایسا اس لیے کرتا ہوں کہ ایسا ہی آنحضرت ﷺ کو میں نے کرتے دیکھا ہے۔

[مسند احمد، ج:۲، ص:۱۱۴]

اس روایت سے عاشق سنت حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے قدم بہ قدم اتباع وامتثال کا حال معلوم ہوا۔

⑰...... سعید مقبری راوی ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ایک آدمی سے مشورہ کررہے تھے کہ ایک تیسرا آدمی بلااجازت شریک مشورہ ہونے لگا آپ نے اس کے سینہ پر دھپکا لگا کر ہٹا دیا اور کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ حدیث سنی ہوئی ہے:

《اِذَا تَنَاجٰی اثْنَانِ فَلَا یَدْخُلْ بَیْنَهُمَا الثَّالِثُ اِلَّا بِاِذْنِهِمَا》

[مسند احمد، ج:۲، ص:۱۳۸]

یعنی ''دو شخصوں کا مشورہ وسرگوشی میں تیسرا شخص بلا اجازت داخل نہ ہو۔'' پس تم خلافِ حدیث بلا اجازت کیوں شامل ہو رہے ہو۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ دو آدمیوں کی سرگوشی اور رازدارانہ گفتگو کے موقع پر کسی کو خواہ مخواہ ہرگز دخیل وشریک نہ ہونا چاہیے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بموجب حدیث نبوی بلا اجازت شامل ہونے والے کو الگ کردیا۔

⑱...... حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بار میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میرا تہ بند ایڑیوں سے نیچے لٹک رہا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھ کر فرمایا کہ اپنے تہ بند کو اونچا کرو پس میں نے اسی دن سے اپنے ازار (تہ بند) کو نصف پنڈلی تک کرلیا۔ حضرت نافع فرماتے ہیں:

فَلَمْ تَزَلْ أُزْرَتُهُ حَتّٰى مَاتَ ۔

[مسند احمد، ج:۲، ص:۱٤]

یعنی ''پھر تہ بند کا وہی اونچا مقام دم واپسیں تک قائم رہا۔''

ہمارے ناظرین اس واقعہ سے اندازہ کرسکتے ہیں کہ ادنی اشارۂ نبوت پر تادمِ حیات عامل رہے اور آدھی پنڈلی تک تہ بند کو پوری زندگی باندھتے رہے۔ ایک آج کے مسلمان کی عملی زندگی کے ۹۹ فی صدی مسلمان (بلکہ بازمانہ ساز کے فلسفہ کے قائل بعض اہل حدیث کہلانے والے اہل حدیث بھی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون) پاجامہ، ٹخنوں سے نیچے لٹکا کر چلتے ہیں۔ مخالفت حدیث کا یک ذرہ احساس وفکر نہیں رکھتے۔

⑲...... حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص ''شام'' سے تیل فروخت کرنے آیا۔ میں نے اس سے بھاؤ تاؤ کر کے خرید لیا جب میں خرید چکا تو ایک شخص نے مجھے زیادہ نفع دے کر مجھ کو فروخت کرنے پر راضی کرلیا قریب تھا کہ میں اس کے ہاتھ پر بیع پختہ کرلوں کہ ایک شخص نے میرے بازوؤں کو پیچھے سے پکڑ لیا میں نے مڑ کر دیکھا تو وہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ تھے۔ کہنے لگے کہ خرید کردہ مال کو پہلے اپنے گھر پر لے چلو پھر اپنے قبضہ میں لانے کے بعد کوئی معاملہ بیع کا کرسکتے ہو اس سے پہلے نہیں۔ کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قسم کی خرید وفروخت سے منع فرمایا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب مجھے ارشادِ نبوی معلوم ہوگیا فَأَمْسَكْتُ يَدِيْ [مسند احمد، ج:٥، ص:۱۹۱] تو میں نے اپنے ہاتھ کو خریدار کے ہاتھ پر بیع کے پختہ کرنے کے لیے جو مارنا چاہا تھا ہٹا لیا۔

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ مسئلہ حقہ معلوم ہونے کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مال ومنافع کا کچھ خیال نہیں کرتے تھے جو فرمانِ رسالت سے واضح ہوتا تھا۔ نیز اس سے یہ مسئلہ بھی ثابت ہوا کہ مال کو قبضہ میں لانے سے پہلے کسی اور سے اس کا سودا کرلینا درست نہیں ہے۔

بنا بریں ''سٹہ بازی''، ''لاٹری'' وغیرہ میں جو کچھ ہوتا ہے وہ شرعاً غلط اور باطل ہے۔

⑳...... حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جب اپنے متعلقین میں سے کسی کو دیکھتے کہ وہ ''نرد'' یعنی شطرنج وغیرہ کھیل رہا ہے تو کھیلنے والے افراد کو خوب سزا دیتے مارتے پیٹتے اور اس کے آلاتِ لہو ولعب کو توڑ تاڑ کر پھینک دیتے۔ [ادب المفرد للبخاری، ص:۱۸٦]

اس سے معلوم ہوا کہ منکرات شرعیہ کے مٹانے میں افضل طریقہ ''تغییر بالید'' پر عمل فرماتے اور اس طرح حدیث نبوی مَنْ رَاٰی مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهٖ الخ کے مقتضی پر عمل درآمد کرتے۔

㉑...... حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ایک بار کسی غصہ میں ایک غلام کو زدوکوب کیا پھر تھوڑی دیر کے بعد اس کی پیٹھ کھول کر دیکھا اور پوچھا کچھ درد وتکلیف ہے اس نے کہا نہیں فرمایا خیر تم کو تکلیف ہو یا نہ ہو لیکن میں تم کو قید غلامی سے آزاد کرتا ہوں۔ پھر ایک تنکا زمین سے اٹھا کر حاضرین مجلس سے کہا کہ مجھے اس تنکا کے برابر بھی اس کے آزاد کرنے میں ثواب نہیں ہے لیکن میں نے اس کو اس لیے آزاد کردیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی اپنے غلام کو مارے یا اس کے چہرہ پر طمانچہ لگائے تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ اس کو آزاد کردے۔

[ادب المفرد للبخاری، ص:۲۹]

اس واقعہ سے جہاں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا جذبہ امتثال واطاعت ظاہر ہوتا ہے وہاں ان کے احساسِ آخرت کا بھی خوب

اندازہ ہوتا ہے کہ ذرا غلطی ولغزش ہوئی فوراً اس کی تلافی وتدارک کا انتظام فرمالیا۔ آج آخرت کا یہ خوف اور رسول اللہ ﷺ کے اتباع کا یہ جذبہ کہیں خال خال بھی نظر نہیں آتا۔ الا ماشاء اللہ

۲۲...... آنحضرت ﷺ کا حکم ہے کہ ''سلام'' کو پھیلاؤ اس کو بھی سلام کرو جس کو پہچانتے ہو اور اس کو بھی جس کو نہ پہچانتے ہو اس حکم کی تعمیل میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بازار نکل جاتے اور غریبوں، مسکینوں، عام بازاری آدمیوں میں سے جس کسی سے ملاقات ہوجاتی سب کو سلام کرتے۔ ایک دن طفیل نامی ایک صاحب حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے ملنے آئے انہوں نے کہا: آؤ بازار چلیں، طفیل نے کہا: بازار آپ بلا مقصد ہی جایا کرتے ہیں نہ کچھ خرید کرتے ہیں، نہ کسی چیز کا بھاؤ معلوم کرتے ہیں، نہ کسی دوکان پر بیٹھتے ہی ہیں۔ فرمایا: تم نے سمجھا نہیں میں بازار افشائے سلام کا مقصد لے کر جاتا ہوں۔ ان کے الفاظ یہ ہیں:

اِنَّمَا نَغْدُوْ مِنْ اَجْلِ السَّلَامِ عَلٰی مَنْ لَقِیْنَا۔ [ادب المفرد للبخاری، ص:۱٤۸]

سبحان اللہ! حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا جذبہ شوق اتباع سنت! آج دنیا میں اور امیرانہ ورئیسانہ دنیا میں عام وخاص سے افشائے سلام کے لیے بازاروں میں جانے کی مثال اب کہاں ڈھونڈیں۔

آں قدح بشکست وآں ساقی نماند

۲۳...... نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ مجلس میں کسی کو اٹھا کر اس کی جگہ خود نہ بیٹھے۔ اس لیے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اوّل تو مجلس میں اپنی جگہ بنانے کے لیے کسی کو اٹھاتے نہ تھے اور دوئم اگر کوئی شخص بطور خود کھڑا ہو کر احتراماً جگہ دیتا تھا تو آپ اس کو منظور نہ کرتے اور نہ اس کی جگہ پر بیٹھتے۔ [تقدمۃ الجرح والتعدیل، ص:۹۰]

معاشرتی آداب کا اس روایت میں کیسا عمدہ درس ہے۔



شرعی اورمروّجہ تکافُل کا تقابلی جائزہ!

حافظ ذوالفقارعلی، ابوہریرہؓ شریعہ کالج لاہور

بعض مالیاتی ادارے اسلامی بینکوں کی طرز پر سود، غرراور قمار پر مشتمل انشورنس کا متبادل نظام بھی سامنے لائے ہیں جس کو تکافل کا نام دیا جاتا ہے اور جو ادارہ اس کا انتظام وانصرام کرتا ہے اس کو تکافل کمپنی کہا جاتا ہے جیسے پاک کویت جنرل تکافل کمپنی یا پاک قطر فیملی تکافل کمپنی ہے ان کمپنیوں کے بقول یہ نظام چونکہ ہر لحاظ سے شرعی اصولوں کے عین مطابق ہے اس لیے اس کو اسلامی انشورنس بھی کہا جاتا ہے۔ چونکہ اس کام سے ان اداروں کی غرض نفع کمانا ہے اس لیے ہم اس کو تجارتی تکافل بھی کہتے ہیں۔ تکافل کا مفہوم اورشرعی تصوّر کیا ہے شرعی اور تجارتی تکافل میں بنیادی فرق کیا ہے نیز تجارتی تکافل کی شرعی اساس اور حکم کیا ہے؟ ذیل میں ان سوالوں کے جوابات ملاحظہ فرمائیں۔

تکافل کا معنی ومفہوم:

ہماری معلومات کے مطابق نہ تو قرآن وحدیث میں تکافل کا لفظ آیا ہے اور نہ ہی لغت کی قدیم کتب میں یہ لفظ ملتا ہے ہاں کتاب وسنت میں ایسے الفاظ ضرور استعمال ہوئے ہیں جن کا مادہ وہی ہے جو تکافل کا ہے یعنی ''ک ف ل'' سے بنے ہیں۔ مثلا قرآن حکیم میں حضرت مریم علیہا السلام کی کفالت اور تربیت کے حوالے سے ایک جگہ:

﴿ فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُولٍ حَسَنٍ وَأَنْبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا وَكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا ﴾ [آل عمران: ۳۷]

''پھر اس کے رب نے اسے قبول کیا قبول کرنا اچھا اور زکریا کو اس کا کفیل بنایا''

اور دوسری جگہ:

﴿ إِذْ يُلْقُونَ أَقْلَامَهُمْ أَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ ﴾

''جب وہ اپنے قلم ڈال رہے تھے کہ ان میں سے کون مریم کی کفالت کرے۔'' [آل عمران: ٤٤]

یعنی پہلی آیت میں لفظ ''كَفَّلَ کفیل بنایا'' اور دوسری میں ''يَكْفُلُ کفالت کرے'' کا لفظ استعمال ہوا ہے۔

جب دو آدمی دیوار پھلانگ کر حضرت داوٗد علیہ السلام کے کمرہ میں داخل ہوئے تو ان میں سے ایک نے کہا:

'' إِنَّ هَـٰذَا أَخِي لَهُ تِسْعٌ وَتِسْعُونَ نَعْجَةً وَلِيَ نَعْجَةٌ وَاحِدَةٌ فَقَالَ أَكْفِلْنِيهَا وَعَزَّنِي فِي الْخِطَابِ ''

''بے شک یہ میرا بھائی ہے اس کے پاس ننانوے دنبیاں ہیں اور میرے پاس ایک ہی دنبی ہے تو یہ کہتا ہے وہ بھی میرے سپرد کر دے اور گفتگو میں مجھ پر غالب آجاتا ہے۔'' [ص: ۲۱]

یہاں ''أَكْفِلْ سپرد کر دے'' کا لفظ آیا ہے۔

اسی طرح حدیث میں بھی اس مادہ کے مختلف الفاظ آئے ہیں۔ مثلاً نبی ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

'' أَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيمِ فِي الْجَنَّةِ هَكَذَا ''

[صحیح بخاری: کتاب الادب، باب فضل من یعول]

''میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح اکھٹے ہوں گے آپ نے انگشت شہادت اور درمیانی انگلی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا جیسے یہ دونوں اکٹھی ہیں۔''

البتہ لغت کی جدید کتب میں یہ لفظ زیر بحث آیا ہے۔ چنانچہ المورد میں تکافل کا معنی Joint liability or responsibility; solidarity ''مشترکہ ذمہ داری یا جوابدہی؛ باہمی اتفاق؛ مقاصد اور عمل کا اتحاد'' لکھا ہے۔

معجم الطلاب میں ہے:

" تَکَافَلَ یَتَکَافَلُ،تکافُلا:تَضَامَنَ/تبادَلَ الضمانَۃَمَعَ غَیْرِہٖ ۔"

''دوسرے کے ساتھ گارنٹی کا تبادلہ کرنا۔''

معجم لغۃ الفقھاء میں تکافل کا معنی ومفہوم یوں بیان ہوا ہے:

" تبادل الاعالۃ و النفقۃ و المعونۃ (Solidarity) الرعایۃ والتحمل،و منہ تکافل المسلمین رعایۃ بعضھم بعضا بالنصح والنفقۃ وغیر ذلک ۔"

''اعالت،نفقہ اور اعانت کا تبادلہ (انگریزی میں سولیڈریٹی) خیال رکھنا اور برداشت کرنا اور اسی سے تکافل المسلمین ہے۔ یعنی مسلمانوں کا ایک دوسرے کا خیر خواہی اور خرچ وغیرہ کر کے خیال رکھنا۔''

اسلام میں تکافل کی اہمیت:

اگرچہ قرآن و حدیث میں لفظ تکافل ذکر نہیں ہوا مگر ایک دوسرے کی ضرورتوں کا خیال رکھنا، خیرخواہی اور تعاون کرنا دین کا اہم مطالبہ ہے۔سید قطب شہید رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

" ان التکافل الاجتماعی ھو قاعدۃالمجتمع الاسلامی و الجماعۃ المسلمۃ مکلفۃ أن ترعی مصالح الضعفاء فیھا ۔"

[فی ظلال القرآن، ج: ۱، ص: ۲۱۲]

''بلا شبہ اجتماعی تکافل ہی اسلامی معاشرہ کی بنیاد ہے اور مسلمانوں کی جماعت پابند ہے کہ وہ اپنے کمزوروں کے مفادات کا خیال رکھے۔''

دوسری جگہ لکھتے ہیں:

" کان النظام الاسلامی کلہ یقوم علی اساس التکافل ۔" [ج:۳، ص:۴۳۳]

''اسلام کا مکمل نظام تکافل کی بنیاد پر قائم ہے''

ذیل میں اس موضوع کی بعض آیات اور احادیث نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام ملاحظہ ہوں:

﴿وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَيُطِيعُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولَئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ﴾

''مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے دوست ہیں وہ نیکی کا حکم دیتے اور برے کام سے روکتے ہیں اور نماز قائم کرتے اور زکوۃ دیتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ تعالی ضرور رحم فرمائے گا بے شک اللہ تعالی نہایت غالب خوب حکمت والا ہے۔'' [التوبۃ: ۷۱]

یعنی اہل ایمان کا شعار یہ ہے کہ وہ ایک دوسرے کے معاون و مددگار ہیں۔تکافل کی روح بھی یہی ہے۔

علامہ محمد رشید رضا رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

" ولایۃ المؤمنین والمؤمنات بعضھم لبعض فی ھذہ الآیۃ تعم ولایۃ النصرۃ،وولایۃالأخوۃ والمودۃ۔" [تفسیر المنارج: ۱۰ ص۴۷۰]

''اس آیت میں مومن مردوں اور مومن عورتوں کی جس دوستی کا ذکر ہے وہ نصرت ، اخوت اور محبت سب دوستیوں کو شامل ہے۔''

❀......حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے اچانک ایک شخص اپنی سواری پر آیا اور دائیں بائیں دیکھنے لگا یعنی اپنی ضرورت کی چیز تلاش کرنے لگا اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" مَنْ كَانَ مَعَهُ فَضْلُ ظَهْرٍ فَلْيَعُدْ بِهِ عَلَى مَنْ لَا ظَهْرَ لَهُ وَمَنْ كَانَ لَهُ فَضْلٌ مِنْ زَادٍ فَلْيَعُدْ بِهِ عَلَى مَنْ لَا زَادَ لَهُ ۔" [صحیح مسلم: کتاب اللقطۃ،باب استحباب المؤاساۃ بفضول المال]

''جس کے پاس زائد سواری ہے وہ اس کو دے دیے جس کے پاس سواری نہیں ہے اور جس کے پاس زائد راشن ہو وہ اس کو دے دے جس کے پاس راشن نہیں ہے ۔ راوی کہتے ہیں آپ ﷺ نے مال کی جو اصناف ذکر کی سو کی یہاں تک کہ ہم نے یہ سمجھا کہ زائد میں ہم میں سے کسی کا حق نہیں ہے۔''

اسلام کہتا ہے اگر ایک مسلمان کو تکلیف ہو تو دنیا بھر کے مسلمان اس وقت تک بے چین رہیں جب تک اس کی تکلیف رفع نہ ہو جائے۔ آپ ﷺ نے بڑی عمدہ مثال بیان کر کے اس کو یوں سمجھایا:

" تَرَى الْمُؤْمِنِينَ فِي تَرَاحُمِهِمْ وَتَوَادِّهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ كَمَثَلِ الْجَسَدِ إِذَا اشْتَكَى عُضْوًا تَدَاعَى لَهُ سَائِرُ جَسَدِهِ بِالسَّهَرِ وَالْحُمَّى ۔" [صحيح بخاري: كتاب الادب، باب رحمة الناس والبهائم]

''تو مسلمانوں کو ایک دوسرے پر رحم کرنے، محبت رکھنے اور شفقت کرنے میں ایک جسم کی مانند دیکھے گا اگر ایک عضو بیمار ہو جاتا ہے تو تمام اعضاء بخار اور بیداری میں اس کے شریک ہوتے ہیں۔''

ایک موقع پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا اللہ کی قسم اگر اللہ تعالی یہ قحط ختم نہ کرتے:

" مَا تَركتُ أَهل بَيتٍ مِن المُسلمين لَهم سِعةً إِلا أَدخلتُ مَعهم أَعدادَهُم مِن الفُقراء ۔" [الادب المفرد: باب المواساة فى السنة والمجاعة]

''میں ہر صاحب حیثیت مسلمان گھرانے میں اتنے ہی غرباء داخل کر دیتا''یعنی ایک امیر خاندان میں جتنے افراد ہوتے اتنے ہی غرباء کی کفالت ان پر لازم ہوتی۔



مولانا عبدالرشید مجاہد آبادی

محمد اسحاق بھٹی

مولانا عبدالرشید اسلام پوری مدرس کے علاوہ خطیب بھی تھے۔ مولانا کو اس کا علم تھا۔ اس وقت مصری شاہ میں سلطان پورہ کے قریب بی بی احاطہ میں اہل حدیث کی ایک مسجد تھی جو ایک بزرگ وزیر علی شاہ نے مرکزی جمعیت اہل حدیث کے نام وقف کی تھی، یہ کل رقبہ دو کنال پانچ مرلے کا تھا، مولانا غزنوی نے مولانا عبدالرشید اسلام پوری کو اس مسجد میں خطابت کا فریضہ انجام دینے کا حکم دیا۔ انھوں نے مولانا کے ارشاد کے مطابق خطابت کا سلسلہ شروع کر دیا، لیکن اس رقبے کو وقف کرنے والے اس کی واپسی کے لیے سرگرم ہوگئے اور معاملہ عدالت میں چلا گیا، جس میں وہ ناکام ہوگئے۔ آخر مولانا نے باہمی صلاح مشورے سے وہ رقبہ انھیں واپس کر دیا۔

اس سے کچھ عرصہ پیشتر مسجد توحید گنج (مغل پورہ) کے منصب خطابت پر مولانا حافظ اسماعیل ذبیح فائز تھے، وہ راولپنڈی تشریف لے گئے تو وہاں کی مجلس انتظامیہ نے خطابت وامامت کے لیے مولانا عبدالرشید اسلام پوری سے رابطہ پیدا کیا۔ بات مولانا غزنوی تک پہنچی تو انھوں نے فرمایا کہ آپ ان سے یہ طے کر لیں کہ خطبہ جمعہ کے علاوہ صرف جہری نمازیں (مغرب، عشا اور فجر) اس مسجد میں پڑھایا کریں گے۔ چناں چہ مولانا کے فرمان کے مطابق معاملہ طے ہوگیا۔ مسجد کی انتظامیہ نے رہائش کے لیے مکان بھی دے دیا اور ساٹھ روپے ماہانہ وظیفہ بھی دینے لگے۔ مسجد توحید گنج میں وہ تین وقت (مغرب، عشا اور فجر) کی نمازیں پڑھاتے تھے۔ نماز فجر کے بعد قرآن مجید کا درس دیتے اور خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے تھے۔ دارالعلوم تقویۃ الاسلام سے مغل پورہ نو دس کیلومیٹر کے فاصلے پر ہوگا۔ مولانا عبدالرشید روزانہ صبح کو سائیکل پر گھر سے چلتے اور عین وقت پر دارالعلوم پہنچ جاتے۔ پھر عصر کے بعد دارالعلوم سے روانہ ہوتے اور شام سے پہلے گھر چلے جاتے۔ یہ ان کا ہر روز کا معمول تھا، جس پر وہ گرمی، سردی، بارش، آندھی، ہر حال میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے کئی سال عمل کرتے رہے۔

مولانا عبدالرشید اسلام پوری کے پہلے بچے کی پیدائش مغل پورہ ہی میں ہوئی تھی۔ ساتویں دن اس بچے کا عقیقہ کیا گیا تھا۔ مجھے بھی عقیقے کی دعوت دی گئی تھی اور میں اس میں شامل ہوا تھا۔ مولانا عبدالرشید نے مجھے بتایا کہ اس وقت ان کے پاس دو بکرے خریدنے کے لیے پیسے نہیں تھے۔ ساتویں روز عقیقے کی سنت پر عمل کرنے کے لیے ان کی بیوی نے کانوں کی طلائی بالیاں انھیں دیں کہ انھیں بیچ کر بکرے خریدے جائیں اور عقیقہ کیا جائے۔

مولانا عبدالرشید کے پہلونٹھی کے اس بچے کا نام حافظ عبدالرؤف ہے اور اب یہ بچے نہیں ہیں، ماشاء اللہ خود بچوں والے ہیں، عالم فاضل ہیں، حافظ قرآن ہیں، باپ کے قائم کردہ جامعہ الدراسات الاسلامیہ کے ناظم اور ماہنامہ ''ام الہدیٰ'' کے نگرانِ اعلیٰ ہیں۔ ملنسار اور معاملہ فہم ہیں۔ مختلف ذمہ داریوں کے ہجوم میں سب سے حسب مراتب پیش آنا اور موقع ومحل کی مناسبت سے لوگوں سے برتاؤ کرنا بہت مشکل کام ہے، لیکن حافظ عبدالرؤف کو اللہ تعالیٰ نے اس وصف سے نوازا ہے کہ ان کا رویہ سب ملنے والوں سے حسن سلوک کا آئینہ دار ہے۔

حافظ عبدالرؤف ماشاء اللہ بہت اچھے مقرر اور خطیب بھی ہیں۔ اپنے والد مکرم مولانا عبدالرشید کی غیر حاضری میں خطبہ جمعہ ان کی جگہ وہی دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو بہت سے اوصاف سے نوازا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی زندگی اور امورِ خیر میں برکت عطا فرمائے، آمین۔

گزشتہ سطور میں دارالعلوم تقویۃ الاسلام میں مولانا عبدالرشید کی تدریس کے متعلق چند باتیں بیان کی گئی ہیں۔ اب آئندہ سطور میں حضرت مولانا سید محمد داوٗد غزنوی کی حیات طیبہ کے بعض پہلوؤں کے بارے میں مولانا عبدالرشید صاحب کے الفاظ ملاحظہ فرمائیے۔ مولانا سے متعلق میں بھی اپنی کتاب ''نقوشِ عظمت رفتہ'' میں شائع شدہ طویل مضمون میں بہت سی باتیں لکھ چکا ہوں، تاہم اضافی شہادت کے لیے قارئین کرام مولانا عبدالرشید کی زبانی بھی چند باتیں ملاحظہ فرمالیں۔

دارالعلوم تقویۃ الاسلام کے ناظم و مہتمم حضرت مولانا سید محمد داوٗد غزنوی نہایت زیرک، انتہائی فہیم، دوراندیش، فصاحت وبلاغت کے امام اور اللہ کا بہ کثرت ذکر کرنے والے تھے۔ قعدہ کی شکل اختیار کرکے ذکر الٰہی میں مشغول ہوجاتے تھے۔ دارالعلوم کی بالائی منزل میں سکونت پذیر تھے۔ تہجد کے وقت خوف خدا سے ان کے رونے کی آواز نیچے اقامتی طلبا کو سنائی دیتی تھی۔ مرکزی جمعیت اہل حدیث کے منتخب امیر تھے اور بارعب شخصیت کے مالک تھے۔

ایک دفعہ موٗطا امام مالک طلبا کو پڑھا رہے تھے کہ ضلع لاہور کے ڈپٹی کمشنر ملاقات کے لیے آئے اور خاموشی کے ساتھ بیٹھ گئے۔ درس سے فراغت کے بعد سلام دعا ہوئی تو مولانا نے فرمایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی حدیث پڑھا رہا تھا۔ حدیث کی عظمت کے پیش نظر دورانِ تدریس آپ سے کوئی بات نہ کرسکا۔ ڈپٹی کمشنر صاحب نہایت خوش ہوئے۔

مولانا عبدالرشید مزید فرماتے ہیں:

مولانا صاحب نے کبھی ننگے سر نماز نہیں پڑھی، بلکہ ان کی طرف سے دارالعلوم میں اعلان تھا کہ کوئی معلم یا متعلم ننگے سر نماز نہ پڑھے۔ دارالعلوم میں امامت کے لیے کسی کو مقرر فرمادیتے تھے۔ خود نماز نہ پڑھاتے تھے۔ نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا ان کے معمولات میں شامل تھا۔ انتظامی امور میں بہترین صلاحیتوں کے مالک تھے۔ ایک دفعہ فرمانے لگے مولوی عبدالرشید اگر آپ کو کسی معاملے میں رخصت کی ضرورت پڑے تو درخواست لکھ کر چھٹی منظور کرایا کریں۔ اگر آپ بالفرض اپنے گھر میں ہیں اور فوری طور پر کوئی کام پڑ گیا ہے جس کی وجہ سے دارالعلوم میں حاضر نہیں ہوسکتے تو بذریعہ ٹیلی فون اطلاع دے دیا کریں۔ اگر ٹیلی فون میسر نہ آسکے تو رخصت کے بعد دارالعلوم میں آئیں تو مجھ سے مل کر نہ آنے کی وجہ بیان کریں۔ اس کے بعد مسند درس پر بیٹھیں۔

مولانا عبدالرشید تقریباً چھ سال مولانا کی حیاتِ مبارکہ میں دارالعلوم میں خدمت تدریس انجام دیتے رہے۔ مولانا کو کبھی ان سے کوئی شکایت نہیں ہوئی۔ جب مولانا اس دارِ فانی سے عالم آخرت کو رخصت ہوگئے تو ان کے فرزند گرامی پروفیسر سید ابوبکر غزنوی کو دارالعلوم تقویۃ الاسلام کے مہتمم وناظم مقرر کیا گیا۔ ان کے عہد اہتمام میں بھی مولانا عبدالرشید چھ سال درس وتدریس کی خدمت میں مصروف رہے۔ پھر ان کی اہلیہ بیمار ہوگئیں تو انھیں اس خدمت سے مجبوراً الگ ہونا پڑا۔ اس طرح انھوں نے بارہ سال دارالعلوم تقویۃ الاسلام میں فریضۂ تدریس سرانجام دیا۔

مولانا عبدالرشید کے زمانۂ تدریس میں، یہ فقیر اخبار ''الاعتصام'' کا ایڈیٹر تھا اور اخبار کا دفتر دارالعلوم تقویۃ الاسلام کی بلڈنگ میں تھا۔ میرے مولانا عبدالرشید سے اچھے مراسم تھے اور میں ان کی صالحیت اور صلاحیت سے بہت متاثر تھا۔ مجھے معلوم ہے کہ یہ ہر روز بلاناغہ سائیکل پر نو دس میل کا سفر کرکے آتے تھے اور آتے ہی مسند درس پر بیٹھ جاتے تھے۔ مولانا غزنوی ان کے طریق تدریس، ان کی محنت اور نیکی کا بہتر الفاظ میں تذکرہ فرمایا کرتے تھے۔

کئی سال مولانا عبدالرشید مغل پورہ کی مسجد توحید گنج میں خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے اور نمازِ فجر کے بعد درسِ قرآن دیتے رہے۔ مغل پورہ کے ساتھ ہی ایک آبادی کا نام رام گڑھ تھا، قیامِ پاکستان سے قبل یہ ہندوؤں کی آبادی تھی۔ قیام پاکستان کے بعد یہاں مسلمان آباد

ہوئے اور اس آبادی میں اہل حدیث کی مسجد تعمیر ہوئی۔ جو لوگ اس مسجد کی تعمیر وترقی کے لیے بہت زیادہ سرگرم اور کوشاں تھے، ان میں ایک نمایاں نام مستری محمد حسن کا تھا جو دبلے پتلے منکسر مزاج شخص تھے۔ بعض بیماریاں بھی انھیں لاحق تھیں۔ لیکن تمام جسمانی تکلیفوں کے باوجود وہ مسجد کے لیے ہر وقت مستعد رہتے تھے۔ اس سلسلے میں میرے پاس اخبار ''الاعتصام'' میں ان کی آمدورفت رہتی تھی۔ پھر ایک وقت آیا کہ مولانا عبدالرشید نے اس مسجد میں ڈیرے ڈال دیے اور وہاں خطابت کے ساتھ سلسلۂ تدریس بھی شروع کر دیا گیا۔ رام گڑھ کا نام بدل کر اسے مجاہد آباد بنا دیا گیا اور ساتھ ہی مولانا عبدالرشید اسلام پوری بھی مولانا عبدالرشید مجاہد آبادی ہو گئے۔

مسجد کی مجلس انتظامیہ سے مولانا عبدالرشید نے مدرسے کے قیام سے متعلق بات کی تو انھوں نے مولانا سے کہا کہ مدرسہ بے شک قائم کر لیجیے لیکن اس کے انتظام وانصرام کے ذمہ دار آپ خود ہی ہوں گے۔ مولانا نے اللہ پر توکل کر کے مسجد میں مدرسہ قائم کر دیا۔ پہلے یہاں ریاض القرآن کے نام سے حفظ قرآن کا انتظام تھا۔ پھر ریاض القرآن والحدیث کے نام سے باقاعدہ مدرسہ جاری کر دیا گیا اور تحفیظ القرآن کے ساتھ درسِ نظامی کی تعلیم کے لیے بھی طلبا کا داخلہ ہونے لگا۔ مسجد میں مولانا کی خطابت کا سلسلہ پہلے ہی سے جاری تھا، جس نے جلد ہی بہت شہرت حاصل کر لی تھی۔

ابتدائی مرحلے میں مولانا عبدالرشید اکیلے ہی درسِ نظامی کے طلبا کو پڑھاتے تھے۔ پھر ایک ساتھی اور مل گئے۔ اس کے بعد دو ساتھی مزید میسر آ گئے اور مولانا سمیت یہ تعداد چار تک پہنچ گئی۔ مولانا ممدوح نے ۳۷ سال کا طویل عرصہ لاہور کی اس جامع مسجد اہل حدیث مجاہد آباد میں گزارا اور اس طویل مدت میں سیکڑوں لوگوں نے ان سے قرآن وحدیث کی تعلیم حاصل کی۔

ہمارے دینی مدارس کا یہ عجیب معاملہ ہے کہ ایک ہی معلم کئی مضامین روزانہ پڑھاتا ہے۔ وہ تفسیر قرآن بھی پڑھاتا ہے، حدیث کی مختلف کتابیں بھی پڑھاتا ہے، اصولِ حدیث، فقہ اور اصولِ فقہ، عربی ادبیات، منطق وفلسفہ اور صرف ونحو وغیرہ علوم کی چھوٹی بڑی کتابوں کی تدریس کا ذمہ دار ایک ہی معلم ہے۔ اس معلم کی ہمت کی داد دیجیے کہ وہ ایک دن میں کتنے ہی مضامین پڑھاتا ہے۔ اِدھر کالجوں اور یونیورسٹیوں کو دیکھیے کہ ایک پروفیسر بڑی مشکل سے ایک مضمون پڑھاتا ہے اور ۴۵ منٹ میں (یا زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹے میں) اپنا پیریڈ ختم کر دیتا ہے اور ہزاروں روپے تنخواہ لیتا ہے جب کہ دینی مدرسے کے معلم کو اس کے چوتھے حصے کی تنخواہ بھی نہیں ملتی۔

روزانہ اتنا کچھ پڑھانے اور دن رات محنت کرنے والے استاذ کی قسمت کا فیصلہ کرنے والے مسجد یا مدرسے کی انتظامیہ کے چند افراد ہوتے ہیں جنھیں دینی علوم اور دینی مدارس کے نصاب اور اس موضوع کی کتابوں سے کوئی واقفیت نہیں ہوتی، وہ جب چاہتے ہیں، اسے فارغ کر دیتے ہیں اور جس مدرسے میں اس نے دس بیس یا تیس چالیس پچاس برس محنت کی ہوتی ہے اور سیکڑوں ہزاروں لوگوں کو تعلیم سے آراستہ کیا ہوتا ہے، اسے چند منٹ میں وہاں سے نکال دیا جاتا ہے۔ نہ اس کی پنشن ہے، نہ پراویڈنٹ فنڈ ہے، نہ کہیں سے کچھ مالی امداد کی امید ہے۔ بلکہ بسا اوقات مدرسے سے نکالتے وقت اس کا شکریہ بھی ادا نہیں کیا جاتا اور کوئی شخص دروازے تک اسے چھوڑنے نہیں جاتا۔

ان معاملات کا یقیناً مولانا عبدالرشید صاحب کو احساس ہوگا۔ ان کے دل میں یہ بات کروٹ لیتی تھی کہ اگر اللہ تعالیٰ توفیق مرحمت فرمائے تو یہ خدمت آزادی سے سرانجام دی جائے۔ کسی سے کسی قسم کا احتیاج نہ ہو۔ چناں چہ انھوں نے اس کا ذکر اپنے ایک انتہائی خیر خواہ اور راز دان سے کیا، جنھیں وہ اپنا روحانی فرزند قرار دیتے ہیں، ان کا نام نامی ہے، اشفاق احمد۔ اس مردِ عالی ہمت اور پیکر اخلاص شخص نے ان کو تسلی دی اور کہا کہ ان شاء اللہ ہم یہ کام کریں گے اور اللہ تعالیٰ ہمیں اس کارِ خیر میں کامیابی عطا فرمائے گا۔

مدرسے کے قیام کے لیے سب سے پہلے زمین کی ضرورت تھی اور زمین اور اس کا محل وقوع دیکھنے میں کچھ وقت گزر گیا۔ آخر اللہ تعالیٰ

نے مہربانی فرمائی اور مولانا کی دعاے پرخلوص اور اشفاق احمد کی سعی باہمت کو شرفِ قبول بخشا۔ کینال بنک، عزیز پلی فتح گڑھ کے قریب تین کنال کا رقبہ پسند کیا گیا۔ بہت اچھا محل وقوع اور بہت اچھی فضا۔ سامنے کشادہ سڑک اور نہر۔ رقبے کے مالک سے بات ہوئی تو چالیس ہزار روپے مرلے کے حساب سے سودا طے پایا۔کل رقم بائیس لاکھ روپے بنتی ہے۔لیکن اتنی خطیر رقم ان کے پاس نہیں تھی۔کل پچاس ہزار روپے تھے۔ عمدہ خصال اور نیک دل مالک نے کہا جو کچھ آپ فوری طور پر دے سکتے ہیں، دے دیں، گھبرانے کی ضرورت نہیں، باقی رقم بعد میں ادا کر دینا۔ یہ زمین آپ کی ہوچکی۔ اب اشفاق احمد صاحب، خود مولانا عبدالرشید صاحب اور حافظ عبدالرؤف نے رقم جمع کرنے کے لیے بھاگ دوڑ شروع کی تو تین سال میں رقم جمع کرنے میں کامیاب ہوئے۔

اشفاق احمد صاحب نے حافظ عبدالرؤف سے خاص طور پر یہ کہا کہ مولانا تو بزرگی کی عمر کو پہنچ گئے ہیں، اللہ تعالیٰ انھیں صحت وعافیت سے رکھے اور ان کی دعائیں ہمارے شاملِ حال رہیں۔ جامعہ کے تعلیمی سلسلے کو آگے بڑھانا اور اس کے اخراجات پورے کرنا بڑا محنت طلب اور بے حد ذمہ داری کا مسئلہ ہے، اس کے لیے تگ ودو کرنا اب آپ کا کام ہے۔

اشفاق احمد صاحب عصری تعلیم سے آگاہ ہیں اور حافظ عبدالرؤف صاحب دینی تعلیم سے آشنا ہیں۔ان شاء اللہ یہ تعلیمی ادارہ لازماً ترقی کی منزلیں طے کرے گا۔ ماشاء اللہ بہت بڑی مسجد تعمیر ہوگئی ہے اور تدریس کے لیے بھی کمرے تعمیر کر لیے گئے ہیں۔ تدریس کا سلسلہ بھی اللہ کے فضل سے جاری ہے اور تعمیر کا بھی۔ یہ فقیر دو تین دفعہ وہاں جاچکا ہے۔جگہ اور ادارے کو دیکھ کر بے حد مسرت ہوئی۔

۹۔اگست ۲۰۰۶ء کو عالمی محفل قرأت قرآن کا اہتمام کیا گیا تھا، جس میں بہت سے قاری حضرات شریک ہوئے تھے، دو مصری قاری بھی تشریف لائے تھے۔ بے شمار سامعین نے اس بابرکت محفل میں شرکت کی اور بے حد ذوق وشوق سے لوگوں نے قرآنِ مجید سنا۔سلسلہ قرأت نمازِ مغرب کے بعد شروع ہوا اور رات ڈیڑھ بجے تک جاری رہا۔ میرے خیال کے مطابق لاہور میں یہ پہلی بابرکت محفل تھی، جسے بے حد پذیرائی حاصل ہوئی۔

مولانا عبدالرشید مجاہد آبادی کے بعض اساتذہ کا ذکر گزشتہ صفحات میں ہوچکا ہے۔ ذیل میں ان کے تمام اساتذہ کے اسماے گرامی درج کیے جاتے ہیں۔

① ......میاں محمد باقر صاحب جھوک دادو: ان سے بعض ابتدائی کتابیں پڑھیں اور بہت کچھ حاصل کیا۔

② ......مولانا محمد داؤد بھوجیانی: ان سے ہدایۃ النحو پڑھی۔

③ ......مولانا حافظ محمد بھٹوی: ان سے صرف ونحو اور حدیث کی بعض کتابیں پڑھیں۔

④ ......شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ محمد اسحاق: ان سے ادب عربی، صرف ونحو اور صحیح بخاری پڑھی۔

⑤ ......مولانا محمد عبداللہ صاحب (جھنڈا بگا): ان سے صحیح مسلم اور ابوداؤد کا درس لیا۔

⑥ ......مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمہ اللہ: ان سے عقائد کی تعلیم حاصل کی۔

⑦ ......مولانا محمد عبدہ الفلاح: ان سے تفسیر بیضاوی پڑھی اور دیوانِ حماسہ پڑھا۔

⑧ ......مولانا شریف اللہ خاں: ان سے مسلم الثبوت، توضیح تلویح، ہدایہ اخیرین، سلّم العلوم کتابیں پڑھیں۔

⑨ ......مولانا محمد اسماعیل سلفی: ان سے مقدمہ ابن الصلاح پڑھا۔

⑩ ......مولانا سید محمد داؤد غزنوی: ان سے تفسیر اتقان پڑھی۔

⑪ ......مولانا محمد حنیف ندوی: ان سے البلاغۃ الواضحہ پڑھی۔

⑫ ......مولانا حبیب الرحمٰن لکھوی: ان سے کافیہ پڑھا۔

⑬ ......مولانا عطاء اللہ لکھوی: ان سے ہدایۃ النحو پڑھی۔

ان اساتذۂ عالی قدر کے علاوہ سرکاری سکول میں ان کو جن حضرات سے حصولِ علم کے مواقع ملے، ان کے نام پہلے لکھے جاچکے

ہیں، یہاں بھی ملاحظہ فرمالیجیے۔

① ماسٹر محمد زکریا، ② ماسٹر احمد دین، ③ ماسٹر معراج الدین۔ یہ تمام حضرات اپنی اپنی باری سے سفر آخرت اختیار کر چکے ہیں۔ رحمہم اللہ تعالی

مولانا عبدالرشید مجاہد آبادی کی اولاد تین لڑکے اور تین لڑکیاں ہیں۔لڑکوں کے نام علی الترتیب یہ ہیں: حافظ عبدالرؤف، حافظ عبدالشکور اور عبدالباسط......! ماشاء اللہ پڑھی لکھی اور فرماں بردار اولاد ہے۔

مولانا کے گھر کے جن افراد نے وفات پائی، ان کی بہ ترتیب وفات تفصیل یہ ہے:

①......ان کی پھوپی کا نام قبولِ اسلام کے بعد جنت بی بی رکھا گیا تھا۔وہ ۱۹۵۶ء میں فوت ہوئیں۔

②......چھوٹے بھائی عبدالحمید تھے (جن کا ہندوانہ نام حاکم چند تھا) رمضان المبارک ۱۹۸۵ء میں فوت ہوئے۔

③...... والدہ صاحبہ (جن کا پہلا نام ریشم دیوی تھا) پھر ان کا نام فاطمہ بی بی رکھا گیا۔۱۰۔اکتوبر ۱۹۸۷ء کو بروز اتوار فوت ہوئیں۔

④...... اہلیہ محترمہ کا نام بھی فاطمہ بی بی تھا۔ یہ ۱۲۔ اپریل ۲۰۰۵ء کو فوت ہوئیں۔ بروز جمعۃ المبارک شب کے ۱۲ بج کر تیرہ منٹ پر۔

⑤...... بڑے بھائی چودھری عبدالمجید (جن کا پہلا نام برج لال تھا) ۱۹۔اپریل ۲۰۰۶ء کو فوت ہوئے۔

اللھم اغفرلھم وارحمھم وعافھم واعف عنھم وادخلھم جنت الفردوس .

مولانا عبدالرشید مجاہد آبادی کا شمار پاکستان کے دینی مدارس کے مشہور مدرسین میں ہوتا ہے۔ ماشاءاللہ وہ نصف صدی سے زائد مدت سے خدمت تدریس انجام دے رہے ہیں۔ ہر فن کی تمام کتابیں کئی کئی دفعہ پڑھا چکے ہیں۔علم صرف کی صرف بہائی سے لے کر شافیہ تک،علم نحو کی نحو میر سے لے کر شرح جامی اور شرح ابن عقیل تک۔ فقہ کی قدوری سے لے کر ہدایہ تک۔اسی طرح اصول حدیث، اصولِ فقہ، عربی ادبیات اور دیگر مروّجہ نصاب کی سب چھوٹی بڑی کتابوں کی تدریس پر انھیں عبور حاصل ہے۔تفسیر وحدیث کی تدریس تو ان کا محبوب تریں موضوع ہے۔تفسیر میں بیضاوی، جلالین اور جامع البیان کا درس متعدد مرتبہ دے چکے ہیں۔ پھر کتب حدیث میں بلوغ المرام سے لے کر صحیح بخاری تک کی تدریس کا مرحلہ نہایت حسن وخوبی کے ساتھ کئی دفعہ طے کر چکے ہیں۔اب وہ صرف کتب حدیث پڑھاتے ہیں اور طلبا ان کے طرزِ تدریس اور اندازِ تفہیم سے بہت متاثر ہیں۔

علاوہ ازیں وعظ وخطابت میں بھی ان کا ایک خاص اسلوب ہے جس سے سامعین بے حد متاثر ہوتے ہیں۔ وہ جس جذبے اور خلوص سے اپنی بات لوگوں تک پہنچاتے ہیں، وہ ان کے دلوں میں بیٹھتی اور ذہنوں میں راسخ ہوتی چلی جاتی ہے۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ صحت وعافیت کے ساتھ انھیں عمر دراز عطا فرمائے اور وہ ہمیشہ درس وتدریس اور وعظ وخطابت کے ذریعے اس کے دین کی تبلیغ واشاعت میں مصروف رہیں۔آمین یارب العالمین

انھوں نے جامعہ الدراسات الاسلامیہ کی طرف سے ''ام الہدیٰ'' کے نام سے ماہانہ رسالہ بھی جاری کیا ہے جو ایک علمی رسالہ ہے اور اس کی ادارت کے فرائض حافظ مصطفیٰ صادق انجام دیتے ہیں جو مولانا کے داماد ہیں۔

مولانا عبدالرشید مجاہد آبادی کے بے شمار شاگردوں میں سے چند شاگردوں کے نام جو فوری طور پر ذہن میں آئے، ذیل میں درج کیے جاتے ہیں:

①......حافظ عبدالوحید، ایڈیٹر اخبار ''الاعتصام''۔لاہور

②......مولانا محمد شریف الٰہ آبادی، خطیب مسجد اہل حدیث الٰہ آباد (ضلع قصور) ومہتمم مدرسہ الٰہ آباد

③......حافظ محمد اشرف قمر، امیر جمعیت اہل حدیث۔لاہور

④......مولانا اصغر علی، عربی ٹیچر ہائی سکول شکر گڑھ

⑤......مولانا عطاء اللہ، خطیب جامع مسجد اہل حدیث فیروز وٹواں ضلع شیخوپورہ

⑥...... حافظ عبدالرؤف، نائب ناظم جامعہ الدراسات الاسلامیہ، ہربنس پورہ۔ لاہور

⑦...... حافظ مصطفیٰ صادق، خطیب مسجد رضوان (بجلی گھر) لاہور ومدرس جامعہ الدراسات الاسلامیہ ہربنس پورہ۔ لاہور۔ مشہور مناظر اسلام

⑧...... حافظ احمد شاکر، مدیر مسئول ہفت روزہ ''الاعتصام''۔ لاہور

⑨...... مولانا محمد ادریس ہاشمی، ایڈیٹر ماہنامہ صدائے ہوش۔ لاہور

⑩...... مولانا حفیظ الرحمٰن لکھوی، ناظم جامعہ ابن تیمیہ۔ لاہور

⑪...... مولانا عبدالحلیم مرحوم، شیخ الحدیث جامعہ محمدیہ۔ اوکاڑہ

⑫...... مولانا حبیب الرحمٰن یزدانی شہید
۲۳۔ مارچ ۱۹۸۷ء (قلعہ لچھمن سنگھ۔ لاہور)

⑬...... مولانا سید حبیب الرحمٰن شاہ مرحوم، راولپنڈی

⑭...... مولانا محمد حنیف یزدانی مرحوم متعدد کتابوں کے مصنف وناشر

یہ ہیں مولانا عبدالرشید اسلام پوری یا مجاہد آبادی کی داستانِ حیات کے چند پہلو، جنھیں آپ ''مندر سے مسجد تک'' سے بھی تعبیر کر سکتے ہیں۔ ''ہر دوار سے بیت اللہ تک'' کا عنوان بھی دے سکتے ہیں۔ ''گنگا سے زمزم تک'' سے بھی موسوم کر سکتے ہیں۔ ''کرشن لال سے عبدالرشید تک'' بھی کہہ سکتے ہیں۔

مولانا کے آبائی گاؤں کا نام اسلام پور تھا اور یہ عملی اور فکری اعتبار سے ہمیشہ ''اسلام پور'' ہی میں رہے۔ یعنی اسلام اپنی تمام خوبیوں کے ساتھ ہر آن ان کی زندگی کے نشیب وفراز پر چھایا رہا۔ حفظہ اللہ



جامع مسجد السلام ملتان کا تعمیری مرحلہ

الحمد للہ مرکزی ''جامع مسجد السلام''، گلشن فیض مین گلی گیلانی کینال ویو ہیڈ نو بہار ڈاکخانہ ممتاز آباد ملتان شہر، کا تعمیری مرحلہ اوّل مکمل ہوگیا ہے نماز پنجگانہ باجماعت اور خطبہ جمعۃ المبارک بھی شروع ہوگیا ہے۔ یاد رہے یہ مسجد لاثانی کالونی نگینہ آباد نہر قاسم پور پرانا دیناپور روڈ کے علاقوں میں مسلک اہل حدیث کی اوّلین مسجد ہے۔ ''عبدالرحمٰن اسلامک لائبریری'' بھی یہیں منتقل ہوگئی ہے۔

[محمد یاسین شاد، خطیب مسجد ہذا۔ فون: 0301-7578681]

ڈبل سٹوری مکان برائے فروخت

رقبہ تقریباً ۹ مرلے، فرنٹ پینتیس فٹ مضبوط وعمدہ تعمیر، کشادہ صحن ہوادار کمرے، گیراج، یو پی ایس وائرنگ، دو گھرانوں کی رہائش کے لیے انتہائی موزوں، اہل حدیث مساجد کے سنگم میں واقع نزد اسلامیہ پارک پونچھ روڈ لاہور۔ [رابطہ: 0307-4756362]

''۲۴ گھنٹے میں ہزار سنتیں''

۱۱۲ صفحات کا جیبی کتابچہ ''چوبیس گھنٹے میں ہزار سنتیں'' بطور تحفہ زیر تقسیم ہے۔ احباب جوابی ڈاک لفافہ مع مکمل ایڈریس لکھ کر مفت حاصل کریں۔ [پروفیسر مزمل احسن شیخ، اسلامیہ پارک لاہور]

فہرست اردو کتب

مکتبہ محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمہ اللہ

۲۹۷ء۲۷ عبدالرشید عراقی

ع ۶۵۲م مقامِ حدیث، ص:۱۱۶، نعمانی کتب خانہ۔ س، ن

۲۹۷ء۲۷ حافظ عبداللہ محدث روپڑی

ع ۵۷م مودودیت اور احادیث نبویہ، ص:۱۳۷، محدث اکیڈمی لاہور ۲۰۰۲ء

۲۹۷ء۲۷ سید ابوالحسن علی ندوی (مجموعہ چار کتب)

ع ۹۰ح (۱) اسلامی مزاج و ماحول کی تشکیل و حفاظت میں حدیث کا بنیادی کردار، ص:۴۷

(۲) اسلامیات، ص:۹۲، سید ابوالحسن علی ندوی

(۳) مقامغ الحدید علی الکذاب العنید، ص:۹۵، مولانا محمد حنیف مبارک پوری

(۴) کمالات امدادیہ، ص:۵۹، اشرف علی تھانوی

۲۹۷ء۲۷ ملک عبدالرشید عراقی

ع ۳۶۵ج جامعین حدیث، ص:۱۴۳، جامعہ رحمانیہ سیالکوٹ ۲۰۰۴ء

۲۹۷ء۲۷ مولانا عبدہ الفلاح

ف ۸۴۳ص ا الصحیحین، ص:۲۴۷، مکتبہ دارالحدیث اوکاڑہ ۱۹۹۵ء

۲۹۷ء۲۷ ابوالقاسم

ق ۱۰۳ح۔ (۱ حل مشکلات بخاری مسمی بہ الکوثر الجاری، ص:۳۰۰، الدار السلفیہ مومن پورہ بمبئی ۱۳۳۰ھ

۲۹۷ء۲۷ عبداللہ القصیمی

ق ۵۹۴ب بینات ترجمہ مشکلات، ص:۴۰۷، ادارہ اشاعۃ السنہ شیش محل روڈ لاہور ۱۹۵۵ء

۲۹۷ء۲۷ ڈاکٹر قمر زمان

ق ۱۷م منصب رسالت، ص:۴۴، ایک بلاک نیو گارڈن ٹاؤن لاہور۔ س، ن

۲۹۷ء۲۷ محمد ابوالقاسم

ح ۱۴۵(۱ حل مشکلات بخاری، ۳ حصہ، سعید المطابع بنارس ۱۳۳۰ھ۔ (مجموعہ ۱۰ کتب)

۲۔ الامر المبرم لابطال القول المحکم محمد ابوالقاسم

۳۔ الریح العقیم لحسم بناء عمر کریم، ابوالقاسم

۴۔ الصول الشدید علی مصنف القول السدید، ابوالقاسم

۵۔ التبدید لمافی التہدید، ابوالقاسم

۶۔ ترجمہ تجویز جناب مولانا مولوی مبارک حسین، محمد سعید بنارس

۷۔ انتباہ المقلدین

۸۔ ایقاظ المقلدین

۹۔ فاس التوحید علی رأس التقلید، منشی نجف خان

۱۰۔ موج کوثر درنعت سید البشر ﷺ، محمد شفیع صاحب

۲۹۷ء۲۷ مسعود احمد بی ایس سی

م ۶۲ت تفہیم اسلام دو اسلام کا محققانہ جواب، ص:۵۷۲، جماعت المسلمین کراچی ۱۹۸۲ء

۲۹۷ء۲۷ مولانا مسعود احمد بی ایس سی

م ۶۲ت تفہیم اسلام بجواب دو اسلام، ص:۵۶۷، اہل حدیث اکادمی لاہور ۱۹۹۶ء

۲۹۷ء۲۷ محمد اسماعیل سلفی

م ۳۰ح حجیت حدیث، ص:۲۰۲، اسلامک پبلشنگ ہاؤس لاہور ۱۹۸۱ء

۲۹۷ء۲۷ پروفیسر نسیم ججہ

ن ۴۸ت تفہیم سنت، ص:۴۹۶، مسلم پبلیکیشنز گوجرانوالہ ۲۰۰۳ء

۲۹۷ء۲۷ حافظ صلاح الدین یوسف

ی ۳۷۷ع عظمت حدیث، ص:۹۰، دارالسلام لاہور ۲۰۰۶ء

۲۹۷ء۲۷ مولانا ولایت علی صادق پوری

و ۸۷ر (۱) رسالہ عمل بالحدیث، ص:۳۶ (مجموعہ ۶ کتب)

(۲) فتاویٰ عالمگیری اور فتاویٰ حدیث، ص:۱۶

(۳) فوز المرام فی قراۃ فاتحہ خلف الامام، ص:۸۸

(۴) کرامات اہلحدیث، ص:۲۷

(۵) ناجی جماعت ایک تاریخی جائزہ، ص:۱۶

۲۸ء۲۹۷ مولوی الٰہی بخش

۱۶۳۲ھ نجاۃ المومنین فی حفظ الاربعین، ص:۲۸، نول کشور گیس پرنٹنگ ورکس لاہور ۱۳۲۰ھ

۲۸ء۲۹۷ ڈاکٹر محمد اسحاق

۳۷۸ح حق بات، ص:۶۶، ادارہ اشاعت اسلام لاہور ۱۹۹۰ء

۲۸ء۲۹۷ مولانا محمد امین اثری

۱۹۹ات تحفہ حدیث، ص:۲۲۴، الدار السّلفیہ بمبئی ۱۹۷۹ء

۲۸ء۲۹۷ محمود احمد غضنفر

۱۱۷ا احادیث قدسیہ، ص:۸۸، مرکز الدعوۃ الاسلامیہ لاہور ۱۹۸۳ء

۲۸ء۲۹۷ حافظ محمد ابراہیم سلفی

۱۱۹خ خالفوا الیہود، ص:۱۰۳، مکتبہ الدعوۃ الاسلامیہ ۱۹۹۹ء

۲۸ء۲۹۷ ابن حجر

۱۲۴ز زواجر ہندی، ص:۱۲۴، مسلم پریس دہلی۔ س، ن

۲۸ء۲۹۷ ابن حجر

۱۲۴م مسائل واحکام ترجمہ بلوغ المرام، ص:۲۴۰، مکتبہ اسلامیہ کیلیانوالہ گوجرانوالہ۔ س، ن

۲۸ء۲۹۷ احمد علی

۱۲۹خ خلاصۃ المشکوٰۃ، ص:۱۲۸، انجمن خدام الدین لاہور ۱۳۶۱ھ

۲۸ء۲۹۷ ابن حجر رحمہ اللہ

۱۲۴م مختصر الترغیب والترہیب، ص:۴۵۰، تنظیم الدعوہ الی القرآن والسنہ گوالمنڈی راولپنڈی ۱۹۹۵ء

۲۸ء۲۹۷ محمد آصف احسان ملک

۲۶۷م مجموعہ احادیث، ص:۴۸، عارف احسان پرنٹرز فیصل آباد

۲۸ء۲۹۷ محمد ظفیر احمد

۲۹۵ز زبان کی آفتیں اور بچنے کی تدابیر، ص:۱۱۲۔ س، ن

۲۸ء۲۹۷ حافظ محمد الیاس

۶۶ا احادیث قدسیہ، ص:۴۰۷، محمدی مسجد محمد بن قاسم روڈ کراچی۔ س، ن

۲۸ء۲۹۷ مولانا عاشق الٰہی

۶۳۲ن نصائح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم، ص:۳۲، مدنی کتب خانہ لاہور۔ س، ن

۲۸ء۲۹۷ جاوید اقبال

ج۲۱ت تنویر الافہام، ص:۱۴۴، جامعہ تعلیم القرآن والحدیث سیالکوٹ۔ س، ن

۲۸ء۲۹۷ محمد جعفر شاہ پھلواروی

ج۵۷۳م مجمع البحرین (یعنی شیعہ وسنی کی متفق علیہ روایات) ص:۲۲۲، ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور ۱۹۷۹ء

۲۸ء۲۹۷ ڈاکٹر محمد حمید اللہ

ح۵۷ص صحیفہ ہمام بن منبہ، ص:۱۴۳، مکتبہ نشاۃ ثانیہ حیدر آباد دکن ۱۹۵۶ء

۲۸ء۲۹۷ ڈاکٹر محمد حمید اللہ، مترجم: محمد رضا الحسن قادری

ح۵۷ص صحیفہ ہمام بن منبہ، ص:۳۶۲، کرمانوالہ بک شاپ لاہور ۲۰۰۷ء

۲۸ء۲۹۷ ڈاکٹر محمد حمید اللہ

ح۵۷ص اللؤلؤ والمرجان، ص:۲۰۹، شیخ محمد بشیر اینڈ سنز اردو بازار لاہور۔ س، ن

۲۸ء۲۹۷ عبد المجید صاحب خادم

خ۱۳ج (۱) حدیث کی پہلی، دوسری، تیسری کتاب، منیجر سلمان کمپنی سوہدرہ گوجرانوالہ۔ س، ن

(۲) فضائل مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم مع ایمان عمر رضی اللہ عنہ مولوی نور حسین

۲۸ء۲۹۷ خالد بشیر مرجالوی

خ۱۹ز زاد المسلم، ص:۸۴، مکتبہ اہل الحدیث مرید کے ۱۹۹۹ء

۲۸ء۲۹۷ محمد خلیل الرحمٰن برہانپوری

خ۷۰۱ا احادیث قدسیہ، ص:۱۸۴، مکتبہ طیبہ بلال گنج لاہور۱۹۷۴ء

۲۸ء۲۹۷ مولانا سید محمد داؤد غزنوی

د۴۵ن نخبۃ الاحادیث، ص:۲۸، المکتبۃ السّلفیہ لاہور۔ س، ن

۲۸ء۲۹۷ سید محمد داؤد غزنوی

د۴۵ن نخبۃ الاحادیث، ص:۸۰، اسلامی اکادمی اردو بازار لاہور۱۹۷۲ء

۲۸ء۲۹۷ امام الدین رحمانی کرمانی

ر۵۱۴ا اربعین رحمانی (چہل حدیث مع ترجمہ) بمع حیات رحمانی، ص:۴۸، حبیب برادرز قصہ خوانی پشاور۔ س، ن

۲۸ء۲۹۷ شمس پیرزادہ

ش۶۷ج جواہر الحدیث، ص:۱۹۲، ادارہ دعوۃ القرآن بمبئی۱۹۸۴ء

۲۸ء۲۹۷ پروفیسر عبداللہ شاہین

ش۲۸۹ا اربعین نبوی ﷺ، ص:۳۲، شیخ جمیل اینڈ سنز حافظ آباد۔ س، ن

۲۸ء۲۹۷ نواب سید محمد صدیق حسن خان

ص۵۳ت تمیمۃ الصبی (فی ترجمۃ الاربعین من احادیث النبی ﷺ) ص:۲۳، دار الدعوۃ السّلفیہ لاہور۱۹۸۵ء

۲۸ء۲۹۷ محمد صادق سیالکوٹی

ص۲۱ب بیاض الاربعین، ص:۴۸، مکتبہ نعمانیہ اردو بازار گوجرانوالہ۔ س، ن

۲۸ء۲۹۷ محمد صادق سیالکوٹی

ص۲۱ب بستان الاربعین، ص:۴۸، دائرۃ التبلیغ پورہ ہیران سیالکوٹ۱۹۵۲ء

۲۸ء۲۹۷ صاحب دل ظہور الدین

ص۱۸۲ح حدیث دلبر ﷺ، ص:۹۱، ڈی نمبر۴، والٹن ائیر پورٹ لاہور

۲۸ء۲۹۷ محمد صادق سیالکوٹی

ص۲۱ب بیاض اربعین، ص:۴۸، مکتبہ دار السلام الریاض۱۹۹۴ء

۰۴ء۲۹۷ شیخین صابر

ص۱۱آ آخری نبی ﷺ کا آخری خطبہ، ص:۶۴، لاہور سنی سنٹر اچھرہ لاہور۱۹۷۶ء



اہل حدیث کانفرنس وتقریب صحیح بخاری شریف

جامعہ اہل حدیث چوک دالگراں لاہور کے زیر اہتمام اہل حدیث کانفرنس وتقریب صحیح بخاری شریف ۱۵/ اگست ۲۰۰۸ء حافظ عبدالغفار روپڑی کی زیر امارت ہوگی۔ خطبہ جمعۃ المبارک فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر عبدالرشید اظہر ارشاد فرمائیں گے۔ بعد نماز عصر درس حدیث فضیلۃ الشیخ مولانا حافظ ثناء اللہ مدنی دیں گے۔ طلباء کی دستار بندی مولانا محمد یوسف راجوال کریں گے اور بعد نماز مغرب اہل حدیث کانفرنس منعقد ہوگی، بقیۃ السلف محمد عبداللہ گورداسپوری، مولانا محمد عبداللہ نثار، مولانا قاری عبدالحفیظ، قاری محمد حنیف ربانی، مولانا قاری عبدالرحیم کلیم، مولانا منظور احمد، مولانا اسحاق بھٹی ودیگر علمائے کرام خطاب فرمائیں گے۔ [شہادت طور جامعہ اہل حدیث چوک دالگراں لاہور]

جامعہ محمدیہ قدوسیہ کوٹ رادھا کشن میں سالانہ اجتماع

معروف قدیمی دینی درس گاہ جامعہ دار الحدیث محمدیہ قدوسیہ کوٹ رادھا کشن کا سالانہ اجتماع مؤرخہ ۱۲/ اگست بروز منگل منعقد ہورہا ہے۔ خصوصی مقررین میں حضرت مولانا قاری عبدالرحیم کلیم اور محترم حافظ عابد سلمان روپڑی شامل ہیں۔ یہ اجتماع جامعہ کے سالانہ امتحان کے نتائج اور تقسیم انعامات کے سلسلے میں ہر سال منعقد ہوتا ہے۔ اس موقع پر ڈاکٹر عظیم الدین لکھوی، چوہدری عبدالغفور خان صوبائی وزیر اور دیگر قومی وسیاسی، دینی وسماجی اور جماعتی اہم شخصیات کی شرکت کا غالب امکان ہے۔ [پروفیسر عبدالحکیم سیف، ناظم اعلیٰ جامعہ دار الحدیث محمدیہ قدوسیہ کوٹ رادھا کشن، قصور]

۳۴
08تا14 اگست 2008ء......(1150)......06 شعبان المعظم 1429ھ

معہد اللغۃ العربیۃ اسلام آباد کی مدد کیجئے

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی توفیق سے یہ ادارہ ممتاز ماہر تعلیم مولانا محمد بشیر کی زیرنگرانی 1983ء سے وفاقی دارالحکومت اسلام آباد میں کرائے کی عمارتوں میں کام کررہا ہے، اور اب تک جڑواں شہروں، جماعت اہلحدیث کی سطح پر نیز ملکی وقومی سطح پر عظیم اور مثالی خدمات انجام دے رہا ہے، اور اب موجودہ مہنگائی کے باعث سخت مالی مشکلات سے دوچار ہے۔ اب ہماری ضروریات میں (۱) غریب طلبہ وطالبات کی کفالت (۲) ادارے کی عمارت کیلئے مناسب پلاٹ کا حصول (۳) اور عمارت کی تعمیر کے اخراجات شامل ہیں۔ اسلئے ہم اس اہم جماعتی اور ملکی وقومی منصوبے میں تمام اہل خیر سے زکوٰۃ فنڈ، عشر، صدقات وعطیات سے تعاون کی درخواست کرتے ہیں۔

ہماری نمایاں خدمات کی ایک جھلک

۱- ملک میں تعلیم قرآن کریم کے جامع اور زیادہ مؤثر اسلوب کا تعارف

۲- ملک کی تاریخ میں پہلی بار عربی کو آسان، دلچسپ اور زندہ وترقی یافتہ زبان کے طور پر پیش کرنے کا اعزاز

۳- علم صرف ونحو کو آسان اور شیریں اسلوب میں پیش کرنے کا اعزاز

۴- شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ کے فتاویٰ کبریٰ کا اردو ترجمہ شروع کرنے کا اعزاز (جلد 19 اور 20 کا ترجمہ زیر طبع ہے)

۵- خلافت راشدہ کے مثالی کارناموں پر جامع کتاب ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء مؤلفہ محدث شاہ ولی اللہ دہلوی کا فارسی سے عربی ترجمہ (تاکہ پورا عالم اسلام اس سے استفادہ کرے)۔ بیرون ملک زیر طبع ہے۔

۶- وطن عزیز کے اسلامی مدارس کی ترقی اور جدید تشکیل کے منصوبے پر کام جاری ہے۔

رابطے اور ترسیل زر کا پتہ: انسٹیٹیوٹ آف عربک لینگوائج، اکاؤنٹ نمبر 1-2523، الائیڈ بینک آبپارہ مارکیٹ اسلام آباد

مولانا محمد بشیر پرنسپل معہد اللغۃ العربیۃ، بلاک 105، سٹریٹ 32، آئی اینڈ ٹی سینٹر، G-9/1، اسلام آباد، فون 051-2253733